بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 69

ایڈیٹر منصور احمد

نائبین قریشی محمد فضل اللہ

تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 29

شرح چندہ

سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ

یا 80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

24 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری • 16 وفا 1399 ہجری شمسی • 16 جولائی 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ ۟ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا ۝ (النساء:30)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اموال آپس میں ناجائز طریق پر نہ کھایا کرو۔ ہاں اگر وہ ایسی تجارت ہو جو تمہاری باہمی رضامندی سے ہو۔ اور تم اپنے آپ کو (اقتصادی طور پر) قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تم پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 جولائی 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی، خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جاسکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں

اگر نِرے قیل وقال اور رِیا کاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا اور دوسروں پر کیا شرف! تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دُوسرے اس کو قبول کرلیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰة و السّلام

اعمال صالحہ اور تقویٰ

مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جاسکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں۔ اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ (فاطر:11) خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں لیکن فتح اور نُصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمادیا ہے۔ کَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الروم:48) مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے۔ اور لَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَبِیۡلًا (النساء:142) اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اس لئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو نرے لیکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کیلئے نازل کیے۔ تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اُسے نظر آئے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہوگئی۔ اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کرسکتا ہے؟ اسی لیے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:129) اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور صرف تقویٰ محبت الٰہی کو جذب نہیں کرتا وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ بھی ہوں۔

مُتّقی اور محُسن

مُتّقی کے معنی ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترکِ شر ہوتا ہے اور ایک اِفاضۂ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے۔ مَیں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ مَیں آپ کے لائق خدمت نہیں کرسکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ مَیں نے احسان کیا ہے کیونکہ جس وقت تم مصروف تھے میں نے تمہارے مکان کو آگ نہیں لگادی اگر میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا۔ غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔ اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے۔ جس کو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے۔ پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کون سے کی ہے؟

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپؓ کے سر پر گر پڑی۔ آپؓ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام نے آہستہ سے پڑھا۔ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ (آل عمران:135) یہ سُن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کَظَمۡتُ غلام نے پھر کہا وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ۔ کَظۡم میں انسان غصہ دبالیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگادی ہے۔ آپؓ نے کہا کہ مَیں نے عفو کیا۔ پھر پڑھا وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کَظۡم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ وسلم کی قوتِ قُدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ (ھود:113) یعنی سیدھا ہوجا۔ کسی قسم کی بداعمالی کجی نہ رہے پھر راضی ہوں گا۔ آپ بھی سیدھا ہوجا اور دُوسروں کو بھی سیدھا کر۔ عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورۂ ھود نے بوڑھا کردیا۔ کیونکہ اس حکم کی رُو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سُپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری کرنا جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ وہ اس کو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے چنانچہ آپؐ نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرامؓ کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ اُن کو کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ (آل عمران:111) کہا گیا اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ (البینۃ:9) کی آواز اُن کو آگئی۔ آپؐ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعاتِ زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل وقال ہی تک بات نہ رکھنی چاہیے، کیونکہ اگر نِرے قیل وقال اور رِیاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا اور دوسروں پر کیا شرف! تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دُوسرے اس کو قبول کرلیں کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی کچیلی چیز پسند کرسکتا ہے؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی کوئی خریدار نہیں ہوسکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 165 تا 167، مطبوعہ 2018 قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اکثر گھروں کا جائزہ لے لیں، بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لیے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے

پھر ایپلی کیشنز ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ کے ذریعہ شیطان انسان کو ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے
ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے

نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے، بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے

اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کا ذریعہ بنایا ہے
اگر گھروں میں آپ لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو آہستہ آہستہ آپ کی اولادیں پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں گی

مجلس انصار اللہ کینیڈا کے 34ویں سالانہ اجتماع منعقدہ 5، 6/ اکتوبر 2019 کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

پیارے ممبران مجلس انصار اللہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ آپ کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بہت بابرکت فرمائے اور تمام انصار کو اس بابرکت موقع سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ نئی ایجادات نے لوگوں کی مصروفیات اور رجحانات کو یکسر بدل دیا ہے اور مختلف برائیوں کو جنم دیا ہے جن میں سے بعض ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی ہیں۔ اکثر گھروں کا جائزہ لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لیے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ پھر ایپلی کیشنز ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ کے ذریعہ شیطان انسان کو ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔ ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کا فرض ہے بچوں کو مسجدوں سے جوڑیں۔ ذیلی تنظیموں کے پروگرام میں شامل کریں۔ ذیلی تنظیموں کی بھی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے ممبران کو جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ دیں۔ احمدیت کی تعلیمات سے اپنے اعمال کو مزین کریں اور شیطان کے حملوں سے خود بھی بچیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی بچا کر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا۔ یعنی اے مومنو! اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی دوزخ سے بچاؤ۔ (سورۃ التحریم، آیت نمبر 6)

پس ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو اس وجہ سے کہ اس زمانے میں مسیح موعود کے ذریعہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے آگے جھکنے کے بغیر شیطان کے حملے سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد تلاش کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عزیزو!! خدائے تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب تم دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔ سچائی اختیار کرو، سچائی اختیار کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 549)

پس اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور نیکی اور روحانیت میں ترقی کیلئے ہر دم کوشاں رہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ جہاں معاشرہ شیطانی محرکات سے بھرا پڑا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کو ایم ٹی اے کا ایسا بابرکت ذریعہ عطا فرمایا ہے جو شیطان کے حملوں سے بھی بچاتا ہے اور روحانی ترقی کے سامان بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اگر گھروں میں آپ لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو آہستہ آہستہ آپ کی اولادیں پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں گی۔ پس اس سے پہلے کہ پچھتاوا شروع ہو جائے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں۔ کم از کم اس کے ذریعہ خطبات تو ضرور سنا کریں۔

ہماری جماعت میں اجتماع اور جلسے روحانی اور دینی تربیت کیلئے منعقد کیے جاتے ہیں۔ نماز باجماعت، درسوں اور تقاریر کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس بابرکت موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ عملی اصلاح اور اہل و عیال کی تربیت پر خاص توجہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ عملی راستی دکھاؤ تا وہ تمہارے ساتھ ہو۔ رحم، اخلاق، احسان، اعمال حسنہ، ہمدردی اور فروتنی میں اگر کمی رکھو گے تو مجھے معلوم ہے اور بار بار میں بتلا چکا ہوں کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اس کی امت نے خدا تعالیٰ کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ ان میں موجود تھا مگر پھر بھی بجلی سے ہلاک کیے گئے۔'' (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 112)

آجکل میں خطبات میں صحابہ کی سیرت بیان کر رہا ہوں اسی لیے کہ ہمارے سامنے وہ نمونے آجائیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ جو ہیں یہ ستاروں کی مانند ہیں، جس کے پیچھے بھی چلو گے وہ تمہیں صحیح رستے کی طرف لے جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے بنیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے وارث بنیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کبھی اس شخص کو جو محض اُسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اس کا متکفل ہو جاتا ہے۔'' (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 595)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔'' (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 594)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''خلافت سے مضبوط تعلق کیلئے ہر احمدی کو ایم.ٹی.اے سننے کی ضرورت ہے، اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔''
(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ مارچ 2016)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''آپ اور آپ کے اہل خانہ زیادہ سے زیادہ MTA سنیں اور میرے خطبات اور مختلف مواقع پر دیئے گئے خطابات سنیں۔''
(خصوصی پیغام جلسہ سالانہ غانا 2016ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

خطبہ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَے ابن عوف! تم جنّت میں رینگتے ہوئے داخل ہو گے کیونکہ مالدار ہو پس راہ خدا میں خرچ کرو تا کہ اپنے قدموں پر چل کر جنت میں داخل ہوسکو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے والے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور اسلام اور بانی اسلامؐ کے ایک نہایت جاں نثار عاشق، نہایت درجہ مخلص باصفا، بےلوث فدائی، بلند پایہ کے وفادار اور قبیلہ اوس کے رئیس اعظم حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ زمین پر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے دو خزانے ہیں جو اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرتے ہیں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/جون 2020ء بمطابق 26/احسان 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ -

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ -

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ -

گزشتہ خطبے میں بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ذکر کیا گیا تھا اور بقایا کچھ حصہ اس ذکر کا رہتا تھا جو آج بیان کروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی سخاوت بھی مشہور تھی اور مالی قربانیاں بھی انہوں نے بہت کیں۔ اس حوالہ سے آج اکثر حوالے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے وصیت کی تھی کہ جنگِ بدر میں شریک ہونے والے ہر ایک کو چار سو دینار ان کے ترکہ میں سے دیے جائیں۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اس وقت ان اصحاب کی تعداد سو تھی۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جزء4، صفحہ 293، عبدالرحمٰن بن عوف دارالفکر بیروت 1995ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرامؓ کو غزوۂ تبوک کی تیاری کیلئے حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو اللہ کی راہ میں مال اور سواری مہیا کرنے کی تحریک بھی فرمائی۔ اس پر سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ آئے اور اپنے گھر کا سارا مال لے آئے جو کہ چار ہزار درہم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کیلئے بھی کچھ چھوڑا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر والوں کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا مال لے کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کیلئے بھی کچھ چھوڑا ہے تو انہوں نے عرض کیا نصف چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک سو اَوقیہ دیے۔ ایک اَوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ یعنی تقریباً چار ہزار درہم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ زمین پر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے دو خزانے ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 3، صفحہ 184، غزوہ تبوک، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (لغات الحدیث، جلد 4، صفحہ 527، زیر لفظ ''اوقیہ'')

حضرت ام بکر بنت مِسْوَرؓ روایت کرتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ سے ایک زمین چالیس ہزار دینار کے عوض خریدی اور بنو زُہرَہ کے غرباء اور ضرورت مندوں اور امہات المومنین میں تقسیم فرما دی۔ مِسْوَر بن مَخْرَمہ کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس زمین میں سے ان کا حصہ دیا تو حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد تم سے حسن سلوک وہی کرے گا جو نہایت درجہ صبر کرنے والا ہوگا۔ پھر آپؓ نے دعا دی کہ اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنت کے چشمہ سلسبیل کا مشروب پلا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء3، صفحہ 98، عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 119)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میرے اہل خانہ کی خبر گیری کرنے والا شخص سچا اور نیکوکار ہی ہوگا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ امہات المومنینؓ کو ان کی سواریوں سمیت لے کر نکلتے۔ انہیں حج کراتے اور ان کے کجاوؤں پر پردے ڈالتے اور پڑاؤ کیلئے ایسی گھاٹیاں منتخب کرتے جن میں گزرگاہ نہ ہوتی تا کہ بے پردگی نہ ہو اور آزادی سے وہ پڑاؤ کر سکیں۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جزء4، صفحہ 292، عبدالرحمٰن بن عوف دارالفکر بیروت 1995ء)

ایک بار مدینے میں اجناس خوردنی کا قحط تھا۔ اسی اثنا میں شام سے سات سو اونٹوں پر مشتمل گندم، آٹا اور خوردنی اشیاء کا قافلہ مدینہ آیا جس سے مدینے میں ہر طرف شور مچ گیا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا سات سو اونٹوں کا قافلہ آیا ہے جس پر گندم آٹا اور کھانے کی اشیاء لدی ہوئی ہیں۔ امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ عبدالرحمٰنؓ جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوگا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی یہ روایت جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پہنچی تو وہ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے ماں! مَیں آپؓ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ یہ سارا غلہ اور خوردنی اشیاء اور یہ سب باردانہ اور اونٹوں کے پالان تک میں نے راہِ خدا میں دے دیے تا کہ میں چل کر جنت میں جاؤں۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جزء3، صفحہ 478، عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت) (روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد دوم، صفحہ 110-111)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے انفاق فی سبیل اللہ کے بیشتر واقعات صحابہ کے حالات مدوّن کرنے والوں نے جمع کیے ہیں۔ اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے تھے۔ ایک بار انہوں نے ایک دن میں تیس غلام آزاد کیے۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد دوم، صفحہ 110)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو کچھ روپے کی ضرورت تھی۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے قرض مانگا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! آپؓ مجھ سے ہی کیوں مانگتے ہیں۔ آپؓ بیت المال سے بھی قرض لے سکتے ہیں اور عثمانؓ یا کسی اَور صاحبِ استطاعت سے بھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا اس لیے کرتا ہوں کہ شاید بیت المال کو رقم واپس کرنا بھول جاؤں اور کسی دوسرے سے لوں تو شاید وہ لحاظ یا کسی اَور وجہ سے مجھ سے رقم کی واپسی کا مطالبہ نہ کرے اور مَیں بھول جاؤں لیکن تم اپنی رقم مجھ سے مانگ کر بھی ضرور واپس لے لو گے۔ (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 882 البدر پبلیکشنز لاہور) آپس میں بے تکلفی کی یہ حالت تھی اور جب ان کو ضرورت ہوتی تو وہ لے بھی لیا کرتے تھے، لے سکتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بیٹے ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابنِ عوف! تم جنت میں رینگتے ہوئے داخل ہو گے کیونکہ مالدار ہو۔ پس راہ خدا میں خرچ کرو تا کہ اپنے قدموں پر چل کر جنت میں داخل ہوسکو۔ یہ جو حضرت عائشہ والی پہلی روایت ہے اس سے بھی یہ ملتی جلتی روایت ہے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! راہِ خدا میں کیا خرچ کروں؟ فرمایا جو موجود ہے خرچ کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا سارا؟ فرمایا ہاں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ یہ ارادہ کر کے نکلے کہ سارا مال راہ خدا میں دے دوں گا۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد جبرئیل آئے۔ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن کو کہو کہ مہمان نوازی کرے۔ مسکین کو کھانا کھلائے۔ سوالی کو دے اور دوسروں کی نسبت رشتہ داروں پر پہلے خرچ کرے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو اس کا مال پاک ہو جائے گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء3، صفحہ 97، من بنی زہرۃ بن کلاب دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب صفحہ 112)

اور پاک مال، اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا خرچ کیا ہوا مال جو ہے اس سے پھر گھٹنوں کے بل نہیں بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ پاؤں پہ کھڑے ہو کے جنت میں جاؤ گے۔ نتیجہ آگے یہی نکلتا ہے۔ ایک بار اپنا آدھا مال جو چار ہزار درہم تھا راہ خدا میں دے دیا۔ پھر ایک مرتبہ چالیس ہزار درہم۔ پھر ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں صدقہ دیا۔ ایک دفعہ پانچ صد گھوڑے راہ خدا میں وقف کیے۔ پھر دوسری دفعہ پانچ سو اونٹ راہ خدا میں دیے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جزء3، صفحہ 478، عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت) (روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد دوم، صفحہ 111)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بیٹے ابوسَلَمہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ابا نے امہات المومنینؓ کے حق میں ایک باغیچے کی وصیت فرمائی۔ اس باغیچے کی قیمت چار لاکھ درہم تھی۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد دوم، صفحہ 119)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے راہِ خدا میں دینے کیلئے پچاس ہزار دینار کی وصیت کی تھی۔ ترکے میں ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں، سو گھوڑے تھے جو بقیع میں چرتے تھے۔ جُرُف جو مدینے سے تین میل شمال کی جانب ایک جگہ ہے جہاں حضرت عمرؓ کی کچھ جائیداد تھی۔ اس مقام پر بیس پانی کھینچنے والے اونٹوں سے آپ زراعت کرتے تھے اور اسی سے گھر والوں کیلئے سال بھر کا غلہ مل جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ترکے میں اتنا سونا چھوڑا جو کلہاڑیوں سے کاٹا گیا یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں اس سے چھالے پڑ گئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 3، صفحہ 100-101، عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد دوم، صفحہ 118)(فرہنگ سیرت، صفحہ 87، زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا انتقال اکتیس ہجری میں ہوا۔ بعض کے نزدیک بتیس ہجری میں ہوا۔ بہتّر (72) برس زندہ رہے۔ بعض کے نزدیک اٹھہتر برس اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک قول کے مطابق حضرت زبیر بن العوامؓ نے جنازہ پڑھایا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جزء 4، صفحہ 293، عبدالرحمٰن بن عوف دارالفکر بیروت 1995ء)(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 3، صفحہ 100، عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وفات پر چارپائی کے پاس کھڑے ہو کر حضرت سعد بن مالکؓ نے کہا۔ وَاجَبَلَاہ۔ کہ ہائے افسوس پہاڑ جیسی شخصیت اٹھ گئی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ابنِ عوف اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ انہوں نے دنیا کے چشمے سے صاف پانی پیا اور گدلا چھوڑ دیا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ ابنِ عوف نے اچھا زمانہ پایا اور بُرے وقت سے پہلے چلے گئے۔ (روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد دوم، صفحہ 117)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنے پسماندگان میں تین بیویاں چھوڑیں۔ ہر ایک بیوی کو اس کے آٹھویں حصے میں سے اسّی اسّی ہزار درہم دیے گئے جبکہ ایک دوسری روایت میں آپ کی چار بیویاں تھیں اور ہر ایک کے حصے میں اسّی ہزار درہم آئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 3، صفحہ 101، عبدالرحمٰن بن عوف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

اب اگلا ذکر جن صحابی کا ہے ان کا نام حضرت سعد بن مُعاذؓ ہے۔ حضرت سعد بن مُعاذؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ اَوس کی شاخ بنوعَبدُ الاَشْہَل سے تھا اور آپ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ آپؓ کے والد کا نام معاذ بن نعمان تھا اور والدہ کا نام کَبْشَہؓ بنتِ رَافِع تھا جو صحابیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ کی کنیت ابوعَمرو تھی۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ کی بیوی کا نام ہِندؓ بنت سِمَاکؓ تھا جو صحابیہ تھیں۔ حضرت ہندؓ سے حضرت سَعد بن مُعاذؓ کی اولاد میں عَمرو اور عبداللہ تھے۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت اُسَید بن حُضَیر نے حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہونے والے ستّر صحابہ سے پہلے مدینہ آ گئے تھے۔ ان کو مدینہ بھجوایا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے اور انہیں قرآن پڑھ کر سناتے۔ جب حضرت سَعد بن مُعاذؓ نے اسلام قبول کیا تو بنوعبدالاشہل سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ مَیں تمہارے مردوں اور عورتوں سے کلام کروں یہاں تک کہ تم اسلام قبول کر لو۔ چنانچہ اس قبیلے کے سب افراد نے اسلام قبول کر لیا اور انصار میں سے بنوعبدالاشہل کا گھرانہ وہ پہلا گھرانہ تھا جس کے سب مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا۔

حضرت سَعد بن مُعاذؓ حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور حضرت اسعد بن زُرارہؓ کو اپنے گھر لے آئے۔ مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور اَسْعَد بن زُرَارہؓ دونوں آدمیوں کو لے آئے۔ پھر وہ دونوں حضرت سَعد بن مُعاذؓ کے گھر میں ہی لوگوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت اَسْعَد بن زُرَارہؓ خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ نے بنوعبدالاشہل کے بت توڑے تھے۔ ایک ہی خاندان کے تھے۔ اس لیے جب سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا تو انہوں نے ان کے بت توڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کی مؤاخات حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے کی تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کی مؤاخات حضرت ابوعُبَیدہ بِن الجَرّاحؓ سے کی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 320-321 ''سَعْدُ بْنُ مُعَاذ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، المجلد الثانی، صفحہ 461 ''سَعْدُ بْنُ مُعَاذ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی، جلد 3، صفحہ 70 ''سَعْدُ بْنُ مُعَاذ'' دارالکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

حضرت سَعد بن مُعاذؓ کے قبولیت اسلام کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں جو لکھا ہے وہ یہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ

بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مکہ سے رخصت ہوتے ہوئے ان بارہ نومسلمین نے درخواست کی کہ کوئی اسلامی معلم ہمارے ساتھ بھیجا جاوے تا کہ وہ ہمیں وہاں دین سکھائے ہمیں اسلام کی تعلیم دے اور ہمارے مشرک بھائیوں کو اسلام کی تبلیغ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُصْعَب بن عُمَیرؓ کو جو قبیلہ عبدالدّار کے ایک نہایت مخلص نوجوان تھے ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ حضرت مُصْعَب بن عُمَیرؓ کو بھیج دیا۔ اسلامی مبلغ ان دنوں میں قاری یا مُقری کہلاتے تھے کیونکہ ان کا کام زیادہ تر قرآن شریف سنانا تھا کیونکہ یہی تبلیغِ اسلام کا بہترین ذریعہ تھا۔ چنانچہ مُصْعَب بھی جب مبلغ بن کے یثرب میں گئے تو اسی وجہ سے مُقری کے نام سے مشہور ہو گئے۔

مُصْعَب بن عُمَیرؓ نے مدینہ پہنچ کر اَسْعَد بن زُرَارہؓ کے مکان پر قیام کیا۔ غالباً اس کا کچھ حصہ مَیں مُصْعَب بن عُمَیرؓ کے ذکر میں بھی بتا چکا ہوں۔ بہرحال یہاں بھی یہ ذکر ہے۔ انہوں نے اَسْعَد بن زُرَارہؓ کے مکان پر قیام کیا جو مدینے میں سب سے پہلے مسلمان تھے۔ یہ اَسْعَد بن زُرَارہؓ ویسے بھی ایک نہایت مخلص اور بااثر بزرگ تھے اور اسی مکان کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اور چونکہ مدینے میں مسلمانوں کو اجتماعی زندگی نصیب تھی اور تھی بھی نسبتاً امن کی زندگی، اس لیے اَسْعَد بن زرارہؓ کی تجویز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُصْعَب بن عُمَیرؓ کو جمعے کی نماز کی ہدایت فرمائی۔ اس طرح مسلمانوں کی اشتراکی زندگی کا آغاز اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ میں گھر گھر اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ جمعہ باقاعدہ وہاں پڑھا جانے لگا اور اسلام کا چرچا بھی ہونے لگا اور اَوس اور خزرج بڑی سرعت کے ساتھ مسلمان ہونے شروع ہو گئے۔ بعض صورتوں میں تو ایک قبیلے کا قبیلہ ایک دن میں ہی سب کا سب مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ بنوعبدالاشہل کا قبیلہ بھی اسی طرح ایک ہی وقت میں اکٹھا مسلمان ہوا تھا۔ یہ قبیلہ انصار کے مشہور قبیلہ اوس کا ایک ممتاز حصہ تھا اور اس کے رئیس کا نام سَعد بن مُعاذؓ تھا جو صرف قبیلہ بنوعبدالاشہل کے ہی رئیس اعظم نہیں تھے بلکہ تمام قبیلہ اوس کے سردار تھے۔

جب مدینہ میں اسلام کا چرچا ہوا تو سَعد بن مُعاذؓ کو یہ بُرا معلوم ہوا اور انہوں نے اسے روکنا چاہا۔ جب سَعد بن مُعاذؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب اسلام مدینے میں پھیلنا شروع ہوا یہ قبیلے کے رئیس تھے تو ان کو بہت برا لگا۔ مگر اَسْعَد بن زُرَارہؓ سے ان کی بہت قریب کی رشتہ داری تھی ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے اور اسعد مسلمان ہو چکے تھے اس لیے سَعد بن مُعاذؓ خود براہِ راست دخل دیتے ہوئے جھجکتے تھے۔ رکتے تھے کہ آپس میں رشتہ داریوں میں کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ایک دوسرے رشتہ دار اُسید بن الحضیر سے کہا کہ اَسْعَد بن زُرَارہؓ کی وجہ سے مجھے تو کچھ حجاب ہے مگر تم جا کر مُصْعَب کو روک دو کہ ہمارے لوگوں میں یہ بے دینی نہ پھیلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے جو مبلغ بھیجے تھے ان کو جا کے روکو کہ یہ دین ہمارے شہر میں نہ پھیلائیں اور اسعدؓ سے بھی کہہ دو کہ یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ اُسَید جو تھے وہ قبیلہ بنواَشْہَل کے ممتاز رؤسا میں سے تھے۔ حتی کہ ان کا والد جنگِ بُعَاث میں تمام اوس کا سردار رہ چکا تھا۔ جنگ بُعَاث جو ہے اس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ یہ جنگ اسلام سے قبل مدینے کے دو قبائل اوس اور خزرج کے درمیان ہوئی تھی۔

بہرحال سَعد بن مُعاذؓ کے بعد اُسَید بن حُضَیرؓ کا اپنے قبیلہ پر بہت اثر تھا۔ چنانچہ سعدؓ کے کہنے پر وہ مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور اَسْعَد بن زرارہؓ کے پاس گئے اور مصعبؓ سے مخاطب ہو کر غصہ کے لہجہ میں کہا۔ تم کیوں ہمارے آدمیوں کو بے دین کرتے پھرتے ہو۔ اس سے باز آ جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔ پیشتر اس کے کہ مصعبؓ کچھ جواب دیتے اسعدؓ نے آہستگی سے مصعبؓ سے کہا کہ یہ اپنے قبیلہ کے ایک بااثر رئیس ہیں ان سے بہت نرمی اور محبت سے بات کرنا۔ چنانچہ مصعبؓ نے بڑے ادب اور محبت کے رنگ میں اسیدؓ سے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں بلکہ مہربانی فرما کر تھوڑی دیر تشریف رکھیں، ٹھنڈے دل سے ہماری بات سن لیں اور اس کے بعد کوئی رائے قائم کریں۔ اُسَیدؓ اس بات کو معقول سمجھ کر بیٹھ گئے اور مصعبؓ نے انہیں قرآن شریف سنایا اور بڑی محبت کے پیرایہ میں اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا۔ اُسَیدؓ پر اتنا اثر ہوا کہ وہیں مسلمان ہو گئے اور پھر کہنے لگے کہ میرے پیچھے ایک ایسا شخص ہے جو اگر ایمان لے آیا تو ہمارا سارا قبیلہ مسلمان ہو جائے گا جس نے مجھے بھیجا ہے۔ تم ٹھہرو میں اسے بھی یہاں بھیجتا ہوں۔ یہ کہہ کر اسید اٹھ کر چلے گئے اور کسی بہانہ سے سَعد بن مُعاذؓ کو مُصْعَب بن عُمَیرؓ اور اَسْعَد بن زُرَارہؓ کی طرف بھجوا دیا۔ سَعد بن مُعاذؓ آئے اور بڑے غضبناک ہو کر اَسْعَد بن زُرَارہؓ سے کہنے لگے کہ دیکھو اسعد! تم اپنی قرابت داری کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔ میری جو تمہارے سے رشتہ داری ہے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس پر مصعبؓ نے جو مبلغ تھے اور مکہ سے آئے ہوئے تھے، اسی طرح نرمی اور محبت کے ساتھ ان کو ٹھنڈا کیا۔ حضرت مصعبؓ نے بڑی محبت سے ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ذرا تھوڑی دیر تشریف رکھ کر میری بات سن لیں اور پھر اگر اس میں کوئی چیز قابل اعتراض ہو تو بے شک ردّ کر دیں۔ سعد نے کہا ہاں یہ مطالبہ معقول ہے اور اپنا نیزہ ٹیک کر بیٹھ گئے۔ نیزہ ان کے ہاتھ میں تھا اور اکثر جو تھے وہ اس طرح ہی ہتھیار لے کے پھرا کرتے تھے۔ اور مصعبؓ نے اسی طرح پہلے قرآن شریف کی تلاوت کی اور پھر اپنے دلکش رنگ میں اسلامی اصول کی تشریح کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ بت بھی رام تھا۔ یعنی دل ان کا نرم ہو گیا اور ان پر بھی اسلام کی تعلیم کا اثر ہو گیا۔ چنانچہ سعدؓ نے مسنون طریق پر غسل کر کے کلمہ شہادت پڑھ دیا اور پھر اس کے بعد سعدؓ اور اُسَید بن حُضَیرؓ دونوں مل کر اپنے قبیلہ والوں کی طرف گئے اور سعدؓ نے ان سے اپنے قبیلے والوں سے مخصوص عربی انداز میں پوچھا کہ اے بنی عبد الاشہل تم مجھے کیسا جانتے ہو؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آپ ہمارے سردار اور سردار ابن سردار ہیں اور آپ

کی بات پر ہمیں کامل اعتماد ہے۔ سعدؓ نے کہا تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں جب تک تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ۔ اسی وقت تبلیغ بھی شروع کر دی۔ اس کے بعد سعدؓ نے انہیں اسلام کے اصول سمجھائے یعنی اپنے قبیلے والوں کو اسلام کے اصول سمجھائے۔ تعلیم دی اور کہتے ہیں کہ ابھی اس دن پر شام نہیں آئی تھی اور دن ختم نہیں ہوا تھا کہ شام سے پہلے پہلے ہی تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا اور سعدؓ اور اسیدؓ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی قوم کے بت نکال کر توڑے۔

سَعد بن مُعاذؓ اور اُسَید بن حُضَیرؓ جو اس دن مسلمان ہوئے تھے دونوں چوٹی کے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور انصار میں تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ لارَیب ان کا بہت ہی بلند مقام تھا۔ کوئی شک نہیں اس میں کہ ان کا بہت بلند مقام تھا۔ بالخصوص سَعد بن مُعاذؓ کو تو انصارِ مدینہ میں وہ پوزیشن حاصل تھی جو مہاجرین مکہ میں حضرت ابوبکرؓ کو حاصل تھی۔ یہ نوجوان نہایت درجہ مخلص، نہایت درجہ وفادار اور اسلام اور بانی اسلامؐ کا ایک نہایت جاں نثار عاشق نکلا اور چونکہ وہ اپنے قبیلے کا رئیس اعظم بھی تھا اور نہایت ذہین تھا۔ اسلام میں اسے وہ پوزیشن حاصل ہوئی جو صرف خاص بلکہ اَخصّ صحابہ کو حاصل تھی، بہت ہی خاص صحابہ کو وہ حاصل تھی اور لارَیب اس کی جوانی کی موت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ سعدؓ کی موت پر تو رحمٰن کا عرش بھی حرکت میں آ گیا ہے ایک گہری صداقت پر مبنی تھا۔ ان کی جوانی میں موت ہو گئی تھی۔

غرض اس طرح سرعت کے ساتھ اوس اور خزرج میں اسلام پھیلتا گیا۔ یہود خوف بھری آنکھ کے ساتھ یہ نظارہ دیکھتے تھے اور دل ہی دل میں یہ کہتے تھے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 224 تا 227)

(فرہنگ سیرت، صفحہ 60، زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کتاب سیرت خاتم النبیینؐ میں مزید ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ قریش مکہ کی طرف سے عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس قبیلہ خزرج اور اس کے مشرک رفقاء کے نام، مکہ والوں کی طرف سے ایک تہدیدی خط آیا کہ تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پناہ سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے۔ چنانچہ اس خط کے الفاظ یہ تھے کہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی ہے اور ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کے خلاف جنگ کرو یا کم از کم اسے اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم اپنا سارا لاؤ لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہو جائیں گے اور تمہارے سارے مردوں کو تہ تیغ کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنے لیے جائز کر لیں گے۔

جب مدینہ میں یہ خط پہنچا تو عبداللہ اور اس کے ساتھی جو پہلے سے ہی دل میں اسلام کے سخت دشمن ہو رہے تھے۔ ان کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، اسلام کے خلاف کینے پنپ رہے تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کیلئے تیاری شروع کر دی، تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی تو آپؐ فوراً ان لوگوں سے ملے اور ان لوگوں کے پاس گئے۔ ان کو، عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کو سمجھایا کہ میرے ساتھ جنگ کرنے میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے کیونکہ تمہارے ہی بھائی بند تمہارے مقابلے میں ہوں گے۔ یہ لوگ جو مسلمان ہوئے ہیں یہ تمہارے قبیلے کے لوگ ہیں، تمہارے شہر کے لوگ ہیں اور جب جنگ کرو گے تو یہی لوگ میری طرف سے تمہارے خلاف لڑیں گے۔ یعنی اوس اور خزرج کے مسلمانوں نے بہرحال میرا ساتھ دینا ہے۔ آپؐ نے انہیں یہ فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا پس میرے ساتھ جنگ کرنے کے صرف یہ معنے ہوں گے کہ تم لوگ اپنے ہی بیٹوں اور بھائیوں اور باپوں کے خلاف تلوار اٹھاؤ۔ اب تم خود سوچ لو کہ یہ ٹھیک ہے۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو جن کے دلوں میں ابھی تک جنگ بُعاث کی تباہی کی یاد تازہ تھی۔ آپس میں یہ لڑتے رہے تھے۔ اس جنگ سے بڑی تباہی پھیلی تھی۔ ان کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ دوبارہ آپس میں ہی لڑنا پڑے گا اور وہ اس ارادے سے باز آ گئے۔

جب قریش کو اس تدبیر میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے کچھ عرصے کے بعد اسی قسم کا ایک خط مدینے کے یہود کے نام بھی ارسال کیا۔ دراصل کفار مکہ کی غرض یہ تھی کہ جس طرح بھی ہو اسلام کے نام ونشان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاوے۔ دنیا سے اس کا نام ہی ختم کر دیا جائے۔ مسلمان ان کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ گئے۔ جب حبشہ کی پہلی ہجرت ہوئی تھی تو وہاں انہوں نے، کافروں نے ان کا پیچھا کیا۔ تو ہمیشہ پہلے دن سے ہی یہی کوشش کی تھی اور اس بات کی کوشش میں اپنی انتہائی طاقت صرف کر دی کہ نیک دل نجاشی ان مظلوم غریب الوطنوں کو مکہ والوں کے حوالے کر دے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ آ گئے تو قریش نے آپ کا تعاقب کر کے آپ کو گرفتار کر لینے میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ پوری کوشش کی۔ ہر موقع پر انہوں نے کوشش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا اسلام کو کسی طرح ختم کیا جائے اور اب جب انہیں یہ علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب مدینہ پہنچ گئے ہیں اور وہاں اسلام سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے تو انہوں نے یہ تہدیدی خط بھیج کر مدینہ والوں کو آپؐ کے ساتھ جنگ کر کے اسلام کو ملیامیٹ کر دینے یا آپؐ کی پناہ سے دستبردار ہو کر آپؐ کو مدینہ سے نکال دینے کی تحریک کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ یہ خط جو لکھا تھا تو قریش کے اس خط سے عرب کی اس رسم پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ وہ اپنی جنگوں میں اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمن کے سارے مردوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا کرتے تھے اور پھر ان کو اپنے لیے جائز سمجھتے تھے اور نیز یہ کہ مسلمانوں کے متعلق ان کے ارادے اس سے بھی زیادہ خطرناک تھے کیونکہ جب یہ سزا انہوں نے مسلمانوں کے پناہ دینے والوں کو دینی تھی اور یہ ان کیلئے تجویز کی تھی کہ ہم تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو اپنے لیے جائز کر لیں گے تو خود مسلمانوں کیلئے تو یقیناً وہ اس سے بھی زیادہ سخت ارادے رکھتے ہوں گے۔ بہرحال قریش مکہ کا یہ خط ان کے کسی عارضی جوش کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ مستقل طور پر اس بات کا تہیہ کر چکے تھے کہ مسلمانوں کو چین سے نہیں بیٹھنے دینا۔ ان کو چین نہیں لینے دیں گے اور اسلام کو دنیا سے مٹا کر چھوڑیں گے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے۔

لکھتے ہیں کہ یہ تاریخی واقعہ مکہ کے خونی ارادوں کا پتہ دے رہا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے جس کی بخاری میں روایت آتی ہے کہ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد سَعد بن مُعاذؓ جو قبیلہ اوس کے رئیس اعظم تھے اور مسلمان ہو چکے تھے عمرہ کے خیال سے مکہ گئے اور اپنے زمانہ جاہلیت کے دوست، پرانے زمانے میں، جاہلیت کے زمانے میں امیہ بن خَلَف رئیس مکہ ان کا دوست تھا۔ وہ اس کے پاس جا کے ٹھہرے۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ اکیلے عمرہ ادا کرنے، طواف کرنے گئے تو مکہ والے ان کے ساتھ ضرور چھیڑ چھاڑ کریں گے۔ اس لیے انہوں نے فتنہ سے بچنے کیلئے امیہ سے کہا کہ میں کعبۃ اللہ کا طواف کرنا چاہتا ہوں۔ تم میرے ساتھ ہو کر ایسے وقت میں مجھے طواف کرا دو جبکہ میں علیحدگی میں امن کے ساتھ اس کام سے فارغ ہو کر اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ امیہ بن خَلَف دوپہر کے وقت جبکہ لوگ عموماً اپنے اپنے گھروں میں ہوتے ہیں سعد کو لے کر کعبہ کے پاس پہنچا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ عین اسی وقت ابوجہل بھی وہاں آ نکلا اور جونہی اس کی نظر سعدؓ پر پڑی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر اپنے غصہ کو دبا کر وہ امیہ سے یوں مخاطب ہوا کہ اے ابوصفوان! یہ تمہارے ساتھ کون شخص ہے؟ امیہ نے کہا کہ یہ سَعد بن مُعاذؓ رئیس اوس ہے۔ اس پر ابوجہل نہایت غضبناک ہو کر سعدؓ سے مخاطب ہوا کہ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اس مرتد (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دینے کے بعد تم لوگ امن کے ساتھ کعبہ کا طواف کر سکو گے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور امداد کی طاقت رکھتے ہو؟ کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر اس وقت تیرے ساتھ ابوصفوان نہ ہوتا تو اپنے گھر والوں کے پاس بچ کر نہ جاتا سَعد بن مُعاذؓ فتنہ سے بچتے تھے مگر ان کی رگوں میں بھی ریاست کا خون تھا اور دل میں ایمانی غیرت جوش زن تھی۔ کڑک کر بولے کہ واللہ! اگر تم نے ہم کو کعبہ سے روکا تو یاد رکھو کہ پھر تمہیں بھی تمہارے شامی راستے پر امن نہیں مل سکے گا۔ ہم بھی راستے میں بیٹھے ہیں ہم بھی تمہارے خلاف بہت کچھ کریں گے۔ امیہ نے ان کی جو یہ بات سنی اور اسی طرح ان کا غصہ بھی دیکھا تو کہنے لگا کہ سعد دیکھو! ابوالحکم سید اہلِ وادی کے مقابلہ میں یوں آواز بلند نہ کرو۔ کہ یہ ابوالحکم جو ہے مکہ والے ابوجہل کا نام ابوالحکم لیتے تھے، مکہ کی وادی کا یہ سردار ہے۔ اس کے سامنے اس طرح بلند آواز سے نہ بولو۔ سعدؓ بھی غصے میں تھے اس کی یہ بات سن کے امیہ کو کہنے لگے کہ جانے دو امیہ! تم اس بات میں نہ پڑو۔ واللہ! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی نہیں بھولتی کہ تم کسی دن مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہو گے۔ یعنی امیہ جو ہے وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہو گا۔ یہ خبر سن کر امیہ بن خَلَف سخت گھبرا گیا اور گھر میں آ کر اس نے اپنی بیوی کو سعدؓ کی اس بات سے اطلاع دی اور کہا کہ خدا کی قسم! مَیں تو اب مسلمانوں کے خلاف مکہ سے نہیں نکلوں گا۔ یہ یقین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کی ہے اور ہمیشہ آپؐ کی باتیں پوری ہوتی ہیں تو میرے متعلق بھی یہ بات پوری ہو جائے گی۔ لیکن تقدیر کے نوشتے پورے ہونے تھے۔ بدر کے موقع پر امیہ کو مجبوراً مکہ سے نکلنا پڑا اور وہیں وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ یہ امیہ وہی تھا جو حضرت بلالؓ پر اسلام کی وجہ سے نہایت سخت مظالم کیا کرتا تھا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 280 تا 282)

صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت سَعد بن مُعاذؓ عمرے کی نیت سے چلے گئے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے تھے اور وہ امیہ بن خَلَف ابوصفوان کے پاس اترے۔ انہوں نے یہ روایت کی کہ اس کے پاس اترے۔ پرانی واقفیت تھی۔ امیہ حضرت سعدؓ کے پاس مدینے میں آ کے ٹھہرا کرتا تھا اور جب آپؓ نے عمرے کا ارادہ کیا تو یہی سوچا کہ اس کے پاس ٹھہریں اور امن سے عمرہ کر سکیں۔ امیہ کی عادت تھی کہ جب شام کی طرف جاتا تھا تو مدینے سے گزرتا تھا اور حضرت سعدؓ کے پاس ٹھہرتا تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پرانی واقفیت تھی۔ وہ ان کے پاس مدینے میں ٹھہرتا تھا تو آپؓ نے، حضرت سعدؓ نے بھی

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (آل عمران:97)

ترجمہ: یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کیلئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کیلئے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارادہ کیا کہ اس کے پاس ٹھہریں۔ جب آپؓ نے ذکر کیا کہ میں نے عمرہ کرنا ہے تو امیہ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ ابھی انتظار کرو۔ جب دوپہر ہو اور لوگ غافل ہو جائیں تو جا کر طواف کر لینا۔ روایت والے کہتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ حضرت سعدؓ طواف کر رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ابوجہل ہے۔ ابوجہل اس دوران آ گیا اور وہ کہنے لگا یہ کون ہے؟ یہ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے؟ حضرت سعدؓ نے کہا میں سعد ہوں۔ خود ہی جواب دیا میں سعد ہوں۔ ابوجہل بولا کیا تم خانہ کعبہ کا طواف امن سے کرو گے حالانکہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دی ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا ہاں۔ تب ان دونوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ یہ راوی روایت کرتے ہیں۔ امیہ نے حضرت سعد سے کہا ابوالحکم پر اپنی آواز اونچی نہ کرو کیونکہ وہ باشندگانِ وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا یعنی ابوجہل کو کہا بخدا! اگر تم نے بیت اللہ کا طواف کرنے سے مجھے روکا تو میں بھی شام میں تمہاری تجارت بند کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر امیہ حضرت سعدؓ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور ان کو روکتا رہا۔ حضرت سعدؓ غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے ہمیں ان باتوں سے رہنے دو۔ میں اور یہ ابوجہل بات کر رہے ہیں، ہمیں بات کرنے دو اور امیہ کو کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ امیہ کو یہی قتل کروانے والا ہے یعنی ابوجہل جو ہے یہی تمہارے قتل کا ذریعہ بنے گا۔ امیہ نے کہا، مجھے؟ حضرت سعدؓ نے کہا ہاں۔ یہ سن کر امیہ بولا اللہ کی قسم! محمدؐ جب بات کہتے ہیں تو جھوٹی بات نہیں کہتے۔ آخر وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آیا اور کہنے لگا کیا تمہیں علم نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھ سے کیا کہا ہے؟ اس نے پوچھا کیا کہا؟ امیہ نے کہا کہتا ہے کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل ہی میرا قاتل ہوگا۔ اس کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم! محمد تو جھوٹی بات نہیں کیا کرتے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کہ جب وہ بدر کی طرف نکلے اور مدد طلب کرنے کیلئے فریادی آیا تو امیہ کی بیوی نے اسے کہا کہ کیا وہ بات تمہیں یاد نہیں جو تمہارے یثربی بھائی نے تم سے کہی تھی۔ بدر کیلئے جب نکلنے لگے تو یاد کرایا کہ تم جا رہے ہو لیکن وہ بات یاد رکھو۔ کہتے تھے اس نے چاہا کہ نہ نکلے یعنی امیہ نے اس بات پر چاہا کہ نہ نکلے مگر ابوجہل نے اسے کہا کہ تم اس وادی کے رؤسا میں سے ہو تو ایک دو دن کیلئے ہی ساتھ چلو۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ دو دن کیلئے چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کرا دیا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث 3632)

ایک دوسری روایت میں امیہ بن خلَف کے جنگِ بدر میں شریک ہونے اور قتل کیے جانے کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا امیہ! بخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ وہ یعنی صحابہ تمہیں مار ڈالیں گے۔ اس نے پوچھا مکہ میں؟ حضرت سعدؓ نے کہا کہ یہ میں نہیں جانتا۔ امیہ حضرت سعد کی یہ بات سن کر بہت ڈر گیا۔ جب امیہ اپنے گھر گیا تو اپنی بیوی صفیہ یا کریمہ بنت مُعَمَّر سے کہنے لگا کہ اے ام صفوان! تو نے سعد کی بات سنی جو اس نے میرے بارے میں کہی۔ بیوی نے کہا کہ کیوں سعدؓ کیا کہتا ہے؟ اس پر امیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیان کیا ہے کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ میں نے پوچھا کہ مکہ میں؟ تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر امیہ نے کہا کہ بخدا میں مکہ سے نکلوں گا ہی نہیں۔ اس قدر خوفزدہ ہو گیا۔ جب بدر کی جنگ ہوئی تو ابوجہل نے لوگوں سے جنگ کیلئے نکلنے کو کہا اور امیہ کو بھی کہا کہ اپنے قافلے کو بچانے کیلئے پہنچو۔ امیہ نے نکلنا پسند نہیں کیا۔ ابوجہل امیہ کے پاس آیا۔ جب بھیجے ہوئے پیغامبر کو انکار کر دیا تو پھر ابوجہل خود آیا اور کہنے لگا کہ ابوصفوان! جب لوگ تمہیں دیکھیں گے کہ تم ہی پیچھے رہ گئے ہو جبکہ تم اہلِ وادی کے سردار ہو تو وہ بھی تمہارے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے۔ ابوجہل اسے سمجھاتا رہا۔ آخر امیہ نے کہا کہ اگر تم نے مجبور ہی کرنا ہے تو بخدا میں مکہ سے ایک نہایت ہی عمدہ اونٹ خریدوں گا۔ اس کے بعد امیہ نے کہا ام صفوان میرے لیے سفر کا سامان تیار کرو۔ اپنی بیوی سے کہا تو وہ اسے کہنے لگی کہ تم وہ بات بھول گئے ہو جو تم سے تمہارے یثربی بھائی نے کہی تھی۔ کہنے لگا نہیں۔ مَیں بھولا نہیں ہوں۔ میں تھوڑی دوران کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ واپس آ جاؤں گا آخر تک نہیں جاؤں گا۔ جب امیہ نکلا تو جس منزل میں بھی وہ اترتا وہاں اپنا اونٹ کا گھٹنا باندھ دیتا۔ وہ یہی احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے بدر میں اس کو ہلاک کر دیا۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من یقتل ببدر، حدیث 3950)

اس قتل کا واقعہ پہلے بھی ایک جگہ بیان ہو چکا ہے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ذکر میں گذشتہ خطبے میں بھی بیان ہو چکا ہے جب حضرت بلالؓ نے انصار کو بلا کر اس کے ظلم کی وجہ سے اسے قتل کروا دیا جو وہ حضرت بلالؓ پر کیا کرتا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سَعد بن مُعاذؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''مدینہ کے ایک رئیس سَعد بن مُعاذؓ جو اوس قبیلہ کے سردار تھے بیت اللہ کا طواف کرنے کیلئے مکہ گئے تو ابوجہل نے ان کو دیکھ کر بڑے غصہ سے کہا۔ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اس مرتد (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دینے کے بعد تم لوگ امن کے ساتھ کعبہ کا طواف کر سکو گے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کی حفاظت اور امداد کی طاقت رکھتے ہو؟ خدا کی قسم! اگر اس وقت تیرے ساتھ ابوصفوان نہ ہوتا تو تُو اپنے گھر والوں کے پاس بچ کر نہ جا سکتا۔ سَعد بن مُعاذؓ نے کہا واللہ! اگر تم نے ہمیں کعبہ سے روکا تو یاد رکھو پھر تمہیں بھی تمہارے شامی راستہ پر امن نہیں مل سکے گا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 235-236)

حضرت سَعد بن مُعاذؓ غزوۂ بدر، احد اور خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ غزوۂ بدر کے روز اوس کا جھنڈا حضرت سَعد بن مُعاذؓ کے پاس تھا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 321-322 ''سَعد بن مُعاذ''، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

غزوۂ بدر کے موقعے پر حضرت سَعد بن مُعاذؓ کا جوش و جذبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و فدائیت کا اظہار اس واقعے سے ہوتا ہے جو بدر میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رائے دی تھی اور جس کا حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں یوں ذکر کیا ہے کہ

جب مسلمان وادی صَفرَا، صفرا بھی بدر اور مدینے کے درمیان ایک وادی کا نام ہے جہاں آپ نے بدر کا تمام مال غنیمت مسلمانوں میں برابر تقسیم فرمایا تھا۔ اس وادی میں کھجور کے درخت اور کھیتی باڑی بھی کثرت سے ہوتی ہے۔ اس کے اور بدر کے درمیان ایک مرحلے کا فاصلہ ہے۔ بہرحال جب وہ اس وادی کے ایک پہلو سے گزرے اور گزرتے ہوئے ذَفِرَان میں پہنچے جو بدر سے صرف ایک منزل ورے ہے تو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قافلے کی حفاظت کیلئے قریش کا ایک بڑا جرار لشکر مکہ سے آ رہا ہے۔ وہ ایک تجارتی قافلہ جو پہلے تھا اس کی مدد کیلئے ایک اَور جرار لشکر آ رہا ہے۔ ان کو شک تھا کہ شاید مدینہ والے اس قافلے پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اب چونکہ اخفائے راز کا موقع گزر چکا تھا۔ چھپی ہوئی بات نہیں رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جمع کر کے انہیں اس خبر سے اطلاع دی اور ان سے مشورہ پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! ظاہری اسباب کا خیال کرتے ہوئے تو یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ سے سامنا ہو کیونکہ لشکر کے مقابلہ کیلئے ہم ابھی پوری طرح تیار نہیں۔ مگر آپؐ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔ دوسری طرف اکابر صحابہ نے یہ مشورہ سنا تو اٹھ اٹھ کر جاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا کہ ہمارے جان و مال سب خدا کے ہیں۔ ہم ہر میدان میں ہر خدمت کیلئے حاضر ہیں۔ چنانچہ مقداد بن اسودؓ نے جن کا دوسرا نام مقداد بن عمرو بھی تھا کہا یارسول اللہؐ! ہم موسیٰ کے اصحاب کی طرح نہیں ہیں کہ آپؐ کو یہ جواب دیں کہ جا تُو اور تیرا خدا جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپؐ جہاں بھی چاہتے ہیں لے چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور ہم آپؐ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہو کر لڑیں گے۔ آپؐ نے یہ تقریر سنی تو آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتمانے لگا۔ مگر اس موقع پر بھی آپؐ انصار کے جواب کے منتظر تھے۔ چاہتے تھے کوئی انصاری سردار بھی یہی باتیں کہے۔ وہ کچھ بولیں کیونکہ آپؐ کو یہ خیال تھا کہ شاید انصار یہ سمجھتے ہوں کہ بیعتِ عقبہ کے ماتحت ہمارا فرض صرف اس قدر ہے کہ اگر عین مدینہ پر کوئی حملہ ہو تو اس کا دفاع کریں۔ چنانچہ باوجود اس قسم کی جاں نثارانہ تقریروں کے آپؐ یہی فرماتے گئے کہ اچھا پھر مجھے مشورہ دو کہ کیا کیا جاوے؟ سَعد بن مُعاذؓ رئیس اوس نے آپؐ کا منشا سمجھا اور انصار کی طرف سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! شاید آپؐ ہماری رائے پوچھتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب ہم آپؐ کو سچا سمجھ کر آپؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں دے دیا ہے تو پھر اب آپؐ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اور آپؐ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو لڑائی میں صابر پائیں گے اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے جو آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی۔ آپؐ نے یہ تقریر سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور خوش ہو کیونکہ اللہ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں یعنی لشکر اور قافلہ میں سے کسی ایک گروہ پر وہ ہم کو ضرور غلبہ دے گا اور خدا کی قسم! مَیں گویا اس وقت وہ جگہیں دیکھ رہا ہوں جہاں دشمن کے آدمی قتل ہو کر گریں گے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 354-355) فرہنگِ سیرت، صفحہ 173، زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

اور پھر ویسا ہی ہوا۔

بہرحال ابھی ان کا ذکر چل رہا ہے۔ باقی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں بیان ہوگا۔

......☆......☆......☆......

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
Alam Associates
Architect & Engineers
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

حیا عورت کی نشانی ہے۔......حیا کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چل کر ہی ہو سکتی ہے

یہ اولادیں، یہ بچے آپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں

بچوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری اسلام نے ماؤں پر ڈالی ہے اور آج اگر ہم نے اپنی احمدی نسل کو سنبھالنا ہے تو ماؤں کو اس ذمہ داری کا احساس پہلے سے بڑھ کر کرنا ہوگا اس کیلئے کوشش بھی کرنی ہوگی اور دعا بھی کرنی ہوگی

اپنے بچوں کو دین کے ساتھ جوڑنا ہے تو باپوں کو بھی کوشش کرنی پڑے گی ماؤں کو بھی کوشش کرنی پڑے گی

قناعت پیدا کرنے کے لیے بھی خدا تعالیٰ سے دعا کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے تو تبھی اس کی بھی توفیق ملتی ہے جو تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرتا ہے ان میں اللہ تعالیٰ قناعت بھی پیدا فرما دیتا ہے

ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ہٹ کر چلے گا وہ اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں کو برباد کرے گا

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ فرانس 2019ء کے موقع پر 5؍اکتوبر 2019ء بروز ہفتہ بمقام تغی شاتو (بیت العطاء) فرانس میں
سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے اجلاس سے حضور انور کا بصیرت افروز خطاب

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

جیسا کہ میں نے کل خطبے میں بھی ذکر کیا تھا کہ آج کل دنیا بڑی تیزی سے اپنے خدا سے دور جا رہی ہے۔ ایک بہت بڑی تعداد نہ صرف دین سے دور جا رہی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی انکاری ہے اور اس ماحول میں رہتے ہوئے جہاں دنیا کے سامانوں کو سب کچھ سمجھا جاتا ہے ہمارے میں سے بھی بعض اس ماحول کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ اس میں بڑے بھی شامل ہیں اور بچے بھی اور نوجوان بھی۔ ایسے حالات میں ہماری بہت بڑی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اپنی حالتوں پر توجہ رکھیں اپنے آپ کو بھی اس ماحول کے اثر سے بچائیں اور اپنے بچوں کو بھی اس ماحول کے اثر سے بچائیں اور خود اپنے آپ کو بھی ایک کوشش سے خدا تعالیٰ کے قریب تر کرنے کی کوشش کریں اور اپنے بچوں کو بھی خدا تعالیٰ کے قریب تر لانے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو بھی دنیا کی غلاظتوں سے بچائیں اور اپنی اولادوں کو بھی دنیا کی غلاظتوں سے بچائیں۔ بچوں کے سامنے اپنے ایسے نمونے قائم کریں کہ بچے بڑوں کے نمونوں پر چل کر ان راہوں پر چلیں جو دین کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں، جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی راہیں ہیں، جو خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان اور یقین پیدا کرنے والی راہیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا پیار سمیٹ کر دنیا اور آخرت سنوارنے والی راہیں ہیں۔ جہاں یہ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے نمونے قائم کریں اور بہت محتاط ہو کر اس مادی دنیا کی چمک دمک میں زندگی بسر کریں وہاں یہ عورتوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری اللہ اور اسکے رسول نے عورتوں پر ڈالی ہے۔ اگر ہماری عورتیں خدا سے پیار کرنے والی ہیں، اگر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والی ہیں تو ان کو اپنی نسلوں کو سنبھالنے کیلئے اس ماحول میں بڑی محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ وقفِ نَو میں بہت سی مائیں اپنے بچے پیش کر دیتی ہیں تو پھر ان کی تربیت بھی ان کی ذمہ داری ہے لیکن اگر ہر بچے کی تربیت کی طرف توجہ نہیں اور وقفِ نو اور غیر وقفِ نَو ہر بچے پر نظر نہیں تو کسی ایک کی تربیت پر برا اثر پڑے گا یا وقفِ نَو کی تربیت صحیح نہیں ہوگی یا غیر واقفِ نَو کی تربیت صحیح نہیں ہوگی۔ اس لیے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ صرف وقفِ نَو کا خیال رکھنا ہے یا صرف لڑکوں کا خیال رکھنا ہے یا صرف لڑکیوں کو ہی روک ٹوک کرنی ہے۔ بعض مائیں لڑکوں کی طرف توجہ زیادہ دیتی ہیں یا بعض مائیں ایسی ہیں جو لڑکوں کو لاڈ میں رکھتی ہیں اور لڑکیوں کو روک ٹوک کرتی ہیں۔ ہر صورت میں کوئی نہ کوئی بچہ اگر یہ اختلاف ہے، تربیت میں اگر کوئی امتیاز رکھا جا رہا ہے تو کوئی نہ کوئی بچہ پھر بگڑ جاتا ہے۔ اس ماحول میں تربیت بڑا حساس معاملہ ہے۔ اس لیے بہت سوچ سمجھ کر تربیت کا ہر قدم اٹھانا ہوگا۔ مرد اگر اپنی ذمہ داری صحیح طرح نہیں سنبھال رہے اور ان کے عمل بچوں پر خاص طور پر لڑکوں پر غلط اثر ڈال رہے ہیں تو ان مردوں کو بھی سمجھائیں، اپنے خاوندوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ عورت کو گھر کی نگران بننے کا ایک اعلیٰ نمونہ بننے کی ضرورت ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ تمہارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 2، صفحہ 414، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، حدیث 6018، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

اور مرد بھی اسوۂ حسنہ ہیں اور عورتیں بھی۔ یہ نہیں کہ صرف مرد ہی اسوۂ حسنہ ہیں بلکہ عورتیں بھی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں آنے کا اعزاز پایا انہوں نے بھی اپنے نمونے قائم فرمائے وہ بھی پاک نمونہ بنیں۔ صحابیات بھی ایسی تھیں جنہوں نے اپنی عبادتوں کے قابل تقلید نمونے قائم کیے۔ ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ انہوں نے راتیں عبادت میں گزاریں اور دن کو روزے رکھے اور پھر ان کے خاوندوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی شکایت کرنی پڑی کہ میری بیوی وہ ہے جو ساری رات عبادت میں مشغول رہتی ہے اور اپنی ذمہ داریاں اور حقوق ادا نہیں کرتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کو سمجھانا پڑا کہ درمیانی راستہ اختیار کرو۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 4، صفحہ 213، حدیث 11823، مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

نہ ہی زیادہ تر یہ کہ مستقل اتنا زیادہ عبادتوں میں مشغول ہو جاؤ کہ گھر کی ذمہ داریاں نہ نبھا سکو، نہ یہ کہ دنیا کی طرف ہی رغبت اتنی ہو جائے کہ دین کا پتا ہی کچھ نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ درمیانی راستہ اختیار کرو۔ پس اگر شکایت ہوئی تو اس بات پر کہ ہماری عورتیں عبادت کرنے میں ہر وقت مصروف رہتی ہیں۔ وہ ماحول ایسا تھا جس نے ان لوگوں کی ایک کایا پلٹ دی تھی۔ عورتوں کو بھی شکوہ اگر مردوں سے ہوا تو یہ کہ وہ سارا دن روزے میں رہتے ہیں اور راتوں کو عبادت کرتے ہیں چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابیہؓ کا حلیہ ایسا بنا ہوا تھا کہ بالکل اپنا خیال نہیں تھا۔ میلے کپڑے، نہ کپڑوں کا خیال، نہ بالوں میں کنگھی، نہ اس زمانے کے مطابق کوئی سنگھار۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے پوچھا جب وہ ان کے پاس آئیں کہ تم نے اپنا یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟ تو ان کا جواب تھا کہ تیار اگر میں ہوں، اپنا حلیہ ٹھیک کروں تو کس کیلئے؟ میرا خاوند تو راتوں کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے۔ میری طرف تو اس کی کوئی توجہ ہی نہیں ہے، نظر ہی نہیں ہے۔ اس پر ان زوجہ محترمہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم نے، زوجہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص کی بیوی کا یہ حال ہے اور اس نے اپنے خاوند کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ اس کی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ روزوں اور عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فرمایا کہ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں، کھولتا ہوں۔ بچوں کے بھی حقوق ادا کرتا ہوں۔ بیویوں کے حقوق ادا کرتا ہوں۔ معاشرے کے حقوق ادا کرتا ہوں۔ پس اپنے بیوی بچوں کا بھی حق ادا کرو۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد وہی صحابیہ جو پہلے جن کا حال برا تھا وہ دوبارہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس آئیں تو اس وقت وہ بڑی تیار ہوئی ہوئی تھیں اور بڑے اچھے کپڑے تھے، خوشبو لگائی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ آج تم بڑی تیار ہو کر آئی ہو، بڑی بنی سنوری ہوئی ہو، کیا وجہ ہے؟ تو ان صحابیہؓ نے جواب دیا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر میرا خاوند میری طرف توجہ دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 396، کتاب النکاح، حدیث 7612، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

تو یہ وہ لوگ تھے جن کے نمونے اپنانے کا ہمیں حکم ہے نہ کہ دنیا داری میں ڈوب کر اپنی اور اپنی نسلوں کی دنیا و آخرت بگاڑنی ہے۔ یہ صحابیہ کا نمونہ ہے کہ تیار ہوئی ہیں، سنگھار کیا ہے تو خاوند کیلئے۔ دنیا کو دکھانے کیلئے میک اپ نہیں کیا، دنیا کو دکھانے کیلئے

فیشن نہیں کیا بلکہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے گھروں میں پاکیزگی کے نمونے قائم کرتے ہوئے وہ نمونے قائم کیے ہیں جن سے خدا تعالیٰ بھی خوش ہوا ہے اور اس کا رسولﷺ بھی خوش ہے اور گھر کا ماحول بھی پُر سکون ہوا ہے اور بچوں کی تربیت بھی ہو رہی ہے۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مائیں ایسی ہیں کہ بچوں کو گھروں پر چھوڑ کر تیار ہوتی ہیں اور سہیلیوں کے ساتھ سیر و تفریح کیلئے چلی جاتی ہیں۔ میک اپ کر کے پھر پردے کا بھی خیال نہیں رکھتیں۔ ایسی عورتوں کے متعلق کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کرنے والی ہیں یا گھروں کی نگران ہیں۔ ہاں یہ بھی صحیح ہے کہ بعض عورتیں یہ بھی کہتی ہیں کہ ہمارے خاوند ہمیں کہتے ہیں کہ پردے کے بغیر ہمارے ساتھ پھرو اور میک اپ وغیرہ بھی کیا ہو اور مکس پارٹیوں میں بھی جاؤ اور گھروں میں بھی ایسی جگہ مردوں کے ساتھ بیٹھو تو ایسے مردوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ کیوں وہ انہیں اور اپنی نسلوں کی دنیا و عاقبت تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

پس ہمارے مردوں کو بھی اور ہماری عورتوں کو بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ نمونے جو ہمارے سامنے قائم ہوئے اور اس زمانے میں جس مسیح و مہدی کی جماعت سے ہم منسوب ہوتے ہیں انہوں نے خاص طور پر صحابہؓ کے نمونوں کو اپنانے کی تلقین فرمائی اور پاک تبدیلیوں کا ہم سے عہد لیا اس کے مطابق ہم اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ان پاک نمونوں کا دسواں حصہ بھی ہمارے اندر تبدیلی پیدا ہوئی ہے؟ کیا ہماری عبادتوں میں ہلکی سی بھی جھلک ان معیاروں کی نظر آتی ہے؟ اگر نہیں تو ہمارے لیے بہت فکر کا مقام ہے۔ اس مادی دنیا میں اگر ہماری حالتوں میں تبدیلیاں پیدا نہ ہوئیں، ہماری عبادتیں اس معیار کی نہ ہوئیں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے تو پھر اگلی نسل کے دین پر قائم رہنے کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

پس اپنے مقصد پیدائش کو پورا کرنے کیلئے، اپنی نسلوں کو تباہ ہونے سے بچانے کیلئے، ان کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کیلئے ہمیں اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے اخلاق کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے دوسرے پاک نمونے دکھانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا میں نے کل بھی خطبے میں اس طرف توجہ دلائی تھی مردوں کو تو مسجدوں میں جانے کا حکم ہے کہ پانچ وقت نمازیں باجماعت پڑھو لیکن عورتوں کیلئے تو گھروں میں ہی نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور ثواب بھی مردوں کے برابر ہے جن کو مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ پس اس سہولت سے بھی اگر فائدہ نہ اٹھائیں تو پھر اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہوگی؟ ایک احمدی عورت جس نے زمانے کے امام کو اس لیے مانا ہے کہ اس وقت زمانے میں جو فتنہ و فساد کی حالت ہے میں نے اس سے بچ کر رہنا ہے تو پھر عابدہ بننا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بننا ہو گا۔ اس کی بندگی کا حق ادا کرنے والا بننا ہوگا اور جب عابدہ بنیں گی، عبادت گزار بنیں گی تو تب ہی باقی نیکیاں کرنے کی بھی توفیق ملے گی۔ تب ہی اس بات کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی کامل فرمانبردار بننا ہے، تب ہی قانتات میں شمار ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے گھر کے، اپنے خاوند کے گھر کی نگران بنائی گئی ہے۔ وہ اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اور اولاد کی نگرانی اور حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المرأۃ راعیۃ فی بیت زوجھا، حدیث 5200)

پس اولاد کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر سب سے زیادہ ڈالی گئی ہے کہ خاوند اگر باہر کے کاموں میں مصروف ہے، گھر میں نہیں ہے تو عورت نگران ہے۔ سکول میں بچے گئے ہیں، سکول سے بچے گھر واپس آئے ہیں تو عورت کی موجودگی گھر میں ضروری ہے تا کہ ان کی خوراک کا خیال رکھے اور ان سے پھر سکول کے حالات بھی پوچھے اور پھر باقی جو تربیت کے امور ہیں ان کے بارے میں انہیں بتائے۔

پس اولاد کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر سب سے زیادہ ڈالی گئی ہے۔ اور ایک عمر کو پہنچنے تک بچے ماؤں سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور جب تک احمدی مائیں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سمجھتے ہوئے اس ذمہ داری کو نبھائیں گی نیک نسل اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہوتی رہے گی اور پروان چڑھتی رہے گی۔ انسان کمزور ہے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے فضل کے یہ حفاظت اور نگرانی کا کام نہیں کر سکتا اور پھر عورت تو ویسے بھی کمزور ذات ہے اس تربیت اور نگرانی کے کام کو کرنے کیلئے اپنے نمونے اور سمجھانے کے ساتھ بچوں کو سمجھانے کے ساتھ ساتھ اس کو تو بہت بڑھ کر دعائیں کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔ جو مائیں دعاؤں سے کام لے کر پھر ساتھ تربیت بھی کرتی ہیں ان کی اولاد جو ہے وہ الا ماشاء اللہ نیکیوں پر قائم رہنے والی اولاد ہوتی ہے۔ وہ اولاد دین سے بھی جڑی رہتی ہیں اور ماں باپ کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہوتی ہیں۔ بے شک بچوں کی تربیت کیلئے ماؤں کے ساتھ باپوں کو بھی مددگار بننا پڑتا ہے اور بننا چاہیے اور اس کے بغیر ایک عمر کے بعد خاص طور پر لڑکے بغیر باپوں کی نگرانی کے صحیح رہ بھی نہیں سکتے۔ اسی طرح بچپن میں اگر مائیں بچوں کو سمجھانے کیلئے کچھ روک ٹوک کرتی ہیں تو اس وقت بھی باپوں کے تعاون کی ضرورت ہے اگر بظاہر غلط روک ٹوک بھی ہے۔ بعض دفعہ عادتاً بعض مائیں بچوں کو روکتی ٹوکتی رہتی ہیں اور بچے پھر ضدی بھی ہو جاتے ہیں لیکن اگر غلط روک ٹوک بھی باپوں کے سامنے کی جا رہی ہے تو بچوں کے سامنے خاوندوں کو اپنی بیوی کو غلط نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ مرد بھی اس وقت میری باتیں سن رہے ہیں اس لیے میں بتا رہا ہوں۔ بعد میں آرام سے اسے سمجھائیں لیکن بہر حال بچوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری اسلام نے ماؤں پر ڈالی ہے اور آج اگر ہم نے اپنی احمدی نسل کو سنبھالنا ہے تو ماؤں کو اس ذمہ داری کا احساس پہلے سے بڑھ کر کرنا ہوگا اس کیلئے کوشش بھی کرنی ہوگی اور دعا بھی کرنی ہوگی۔

دنیاوی ریسرچ بھی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ پندرہ سولہ سال تک کی عمر تک لڑکے بھی اپنی ماؤں کے ساتھ زیادہ آسانی سے اپنے مسائل کی بات چیت کر لیتے ہیں بہ نسبت باپوں کے اور بچے پندرہ سولہ سال تک ماؤں کی بات کو اہمیت بھی زیادہ دیتے ہیں اور ہم نے بھی یہی دیکھا ہے۔ بہت ساری مائیں شکایت لے کے آتی ہیں یہی کہتی ہیں کہ چودہ پندرہ سال تک تو بچہ بڑا اچھا تھا اس کے بعد ایک دم باہر جانا شروع ہوا ہے اور بگڑ گیا ہے۔ بہر حال تو یہ دنیاوی ریسرچ بھی کہتی ہے کہ ماؤں سے ایک تعلق ہوتا ہے جبکہ باپوں سے تعلق اتنا زیادہ نہیں ہوتا اور پندرہ سولہ سال کی عمر کے بعد ہمارے معاشرے میں تو باپ اور بیٹے میں، ایشین معاشرہ جو ہے اس میں بالعموم ایک حجاب پیدا ہو جاتا ہے جو کہ غلط ہے یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس لیے اس طرف میں کئی دفعہ توجہ بھی دلا چکا ہوں کہ باپ بھی بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں۔ اگر اس نام نہاد ماحول میں اپنے بچوں کو دین کے ساتھ جوڑنا ہے تو باپوں کو بھی کوشش کرنی پڑے گی ماؤں کو بھی کوشش کرنی پڑے گی۔ مغربی معاشرے کی ریسرچ تو یہ بتاتی ہے کہ لڑکے پندرہ سولہ سال کی عمر کے بعد باپوں کے ساتھ اس لیے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ ان کے باپ جو ہیں یہ دنیا دار باپ جو ہیں انہیں لغویات میں پڑنے سے روکتے ٹوکتے نہیں ہیں، جو حرکتیں لڑکے کر رہے ہیں کرنے دیتے ہیں لیکن احمدی باپوں کو یہ دوستیاں اس لیے کرنی چاہئیں کہ انہیں ان بچوں کو دین کے ساتھ جوڑنا ہے۔ بہر حال یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے احمدی ماحول میں جن ماؤں نے بچوں کے ساتھ صحیح تعلق رکھا اور انہیں سنبھالا ہے ان کا تعلق بڑے ہو کر بھی باپوں کی نسبت ماؤں کے ساتھ زیادہ ہے۔

پس احمدی ماؤں کو اس وقت کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی نفسیات کو سمجھتے ہوئے یہاں کے ماحول کے اثرات کو دیکھتے ہوئے بچوں کو برے اور بھلے کی تمیز اور فرق بتاتے ہوئے تربیت کریں۔ آج کل یہاں آزادی کے نام پر بچوں کو بچپن سے ہی ایسی باتیں بتا دی جاتی ہیں جن کا بچوں سے تعلق ہی نہیں ہوتا اور بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اس کی سمجھ آ ہی نہیں سکتی، اس کا ادراک پیدا ہی نہیں ہو سکتا لیکن یہ بتاتے ہیں علم کی روشنی کے نام پر یہ بتایا جاتا ہے۔ علم کی روشنی کے نام پر بچوں کو یہ لوگ اخلاقی اندھیروں میں دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ باتیں سکھا رہے ہیں اور بچے اس وجہ سے اخلاقی اندھیروں میں ڈوب بھی رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ماؤں کی پہلے سے بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے گھروں کی نگران بن کر ان لغویات اور بیہودہ باتوں کے ردّ کیلئے پہلے تو خود معلومات اکٹھی کریں، خود معلومات اپنے پاس رکھیں اور اگر بچہ سوال کرے، سکول سے سیکھ کے آتا ہے اس کے بارے میں سوال کرے تو بغیر شرمائے جو وہ سوال کرتا ہے اگر وہ بیہودہ قسم کے تعلقات کے بارے میں سوال ہیں تو ان کو بتائیں۔ بتائیں کہ یہ برائی ہے اور ابھی تمہاری اس کی عمر نہیں ہے۔ اس طرح ہم اپنے بچوں کی حفاظت اور نگرانی کر سکتے ہیں نہیں تو یہ دنیا دار ماحول ہماری نسلوں کی دنیا و عاقبت برباد کر دے گا۔ پس ہر احمدی کو بڑی فکر کے ساتھ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی عورت کو اپنے نمونوں کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ ایسی عمدہ اور اعلیٰ معیار کی تربیت کی ضرورت ہے کہ کہا جا سکے کہ یہ مائیں تو ایک ایسا وجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹ کر اپنی اولاد کو ایک قیمتی سرمائے کی صورت میں جماعت کو دے رہی ہیں۔ یہ اولادیں، یہ بچے آپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں اور ان کی تربیت کی وجہ سے یہ سب بچے خدا تعالیٰ کے پسندیدہ مال بن چکے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ہر آن پڑتی رہتی ہے جو اپنے پاکیزہ ذہن کی وجہ سے دنیا کی گندگیوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ انہیں ٹی وی اور انٹرنیٹ کے لغو اور بیہودہ اور ننگے اور غلیظ پروگراموں سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ انہیں اگر دلچسپی ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرنے کی دلچسپی ہے۔ یہ دنیا کہے کہ یہ وہ بچے ہیں کہ اگر دلچسپی ہے تو بیہودگیوں سے دلچسپی نہیں، لغویات سے دلچسپی نہیں، وقت ضائع کرنے سے دلچسپی نہیں، آوارہ گردی کرنے سے دلچسپی نہیں، باہر لڑکوں میں پھر کر نشہ آور چیزیں استعمال کرنے سے دلچسپی نہیں بلکہ اگر دلچسپی ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرنے سے دلچسپی ہے۔ اگر فکر ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا حصہ بننے کی کہ میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کرنے والے ہیں۔

(ماخوذ از تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 409)

یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور ترقی کرنے والے بن کر دنیا کی رہنمائی کرنے والے اور دنیا کو دجالی فتنوں سے بچانے والے بنیں گے۔ پس ایسے خزانے اور ایسے وجود پیدا کرنے والے بنیں۔ ایسی مومنہ بیویاں اور مائیں بنیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بہترین مال میں سے ہیں، ایسی بیویاں کہ مومنہ بیوی جو ہے وہ بہترین مال ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ، حدیث 1469)

پس اپنی نسلوں میں ایمان اور ایقان پیدا کر کے انہیں بھی بہترین مال بنا دیں۔ دنیا کے مال کی

طرف نظر نہ رکھیں۔ ہمارا خدا اپنے وعدوں کا سچا خدا ہے جو اس کی طرف آتا ہے، اس کے حکموں پر چلتا ہے وہ اس کی دنیاوی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد پورا کرتے ہوئے اپنے ایمان اور ایقان کی فکر کے ساتھ اپنی نسل کے ایمان وایقان کی فکر کرتی رہیں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو مَیں ایسے ذریعے سے رزق دوں گا کہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو گا۔ جیسے کہ فرماتا ہے کہ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا۔ وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ (الطلاق:3-4)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے اسے معلوم بھی نہ ہو گا۔ فرمایا رزق کا خاص طور پر اس بات سے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیویں تو خدا تعالیٰ خود ان کو رزق پہنچاوے۔ پھر فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيۡنَ۔ فرمایا جس طرح پر ماں بچے کی متولی ہوتی ہے بچے کو پالتی ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صالحین کا متکفل ہو جاتا ہوں، میں صالحین کو پالتا ہوں، ان کا کفیل بن جاتا ہوں، انکی ضروریات پوری کرتا ہوں۔
(ماخوذ از ملفوظات، جلد 6، صفحہ 60-61)

اللہ تعالیٰ اسکے مال میں طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے مال میں بھی طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔ یہ باتیں آپؑ نے ایک موقع پر عورتوں کو نصیحت فرماتے ہوئے ایک مجلس میں فرمائی تھیں۔

پس ان ملکوں میں آ کر مال کی خواہش بھی بہت بڑھ جاتی ہے اور بعض عورتیں تو خاوندوں کے پیچھے پڑ کر ان سے مطالبے بھی کرتی ہیں، دوسروں کی مثالیں دے دے کر ان کو ابھارتی ہیں اور پھر ایسے بعض مردوں میں بھی عقل کی کمی ہوتی ہے وہ بھی اپنی عقل سے کام لینے کی بجائے زیادہ سے زیادہ مال کمانے کے طریقے سوچتے ہیں۔ یہ صرف عورتوں پر ہی الزام نہیں ہے کہ وہی مردوں کو بگاڑتی ہیں، بیویاں ہی صرف نہیں کرتیں۔ بعض مائیں اپنے لڑکوں کو مجبور کر رہی ہوتی ہیں۔ ہمیں پیسے بھیجو، ہمیں پیسے دو۔ بعض بہنیں اپنے بھائیوں کو مجبور کر رہی ہوتی ہیں۔ بہرحال مردوں کو بھی عقل سے کام لینا چاہیے۔ مردوں میں بہت سارے ایسے مرد بھی ہیں جو غلط طریقے سے مال کمانے کی کوشش کرتے ہیں، کوئی نہ بھی ابھار رہا ہو تب بھی ان کے اپنے جذبات ہی ایسے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہمارے مرد بہت نیک اور پارسا ہیں۔ ان کے بھی بہت برے حالات ہیں۔ اپنے ٹیکس بچاتے ہیں۔ اپنی کمائی سے حکومتی اداروں کو آگاہ نہیں کرتے۔ جن ملکوں میں حکومت کی طرف سے کام نہ کرنے کی وجہ سے سوشل ہیلپ ملتی ہے وہ بھی لے لیتے ہیں اور چوری چھپے کام بھی کرتے ہیں اور پھر ٹیکس نہیں دیتے۔ تو یہ ناجائز ذرائع سے کمایا ہوا مال ہے اور اس میں پھر برکت نہیں پڑتی۔ پس عورتیں بھی اپنے خاوندوں کو جو ایسی سوچ رکھنے والے خاوند ہیں اس بارے میں سمجھائیں کہ کیوں تم وہ ناجائز مال ہمیں اور ہمارے بچوں کو کھلاتے ہو جو ہماری تباہی کا باعث بن سکتا ہے؟ کیوں ہمیں بھی گناہگار بناتے ہو؟ ہم صرف پاک مال سے ہی اپنے بچوں کی پرورش کریں گی چاہے وہ تھوڑا ہی ہو۔ جب ایسی سوچ رکھنے والی مائیں ہوں گی، ایسی سوچ رکھنے والی بیویاں ہوں گی تو بہت سے خاوندوں کی خود بخود اصلاح ہو جائے گی اور جو ایسی سوچ رکھنے والی اور اس پر عمل کرنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں انہیں اپنے فضل سے رزق دوں گا، ایسا رزق عطا کروں گا جہاں سے سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ طبیعت میں قناعت بھی پیدا کریں۔ دنیاوی خواہشات کو اتنا نہ بڑھائیں کہ ان سے کبھی سیری ہی نہ ہو، کبھی انسان سیر ہی نہ ہو، کبھی خواہشات پوری ہی نہ ہوں، ایک خواہش کے بعد دوسری خواہش بڑھتی چلی جائے۔ دنیا کیلئے ایسی خواہش نہ بڑھے، دین کے مقابلے کیلئے ایسی خواہشیں ہونی چاہئیں۔ بہرحال قناعت پیدا کرنے کیلئے بھی خدا تعالیٰ سے دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے تو تبھی اس کی بھی توفیق ملتی ہے۔ جو تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرتا ہے ان میں اللہ تعالیٰ قناعت بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

اسی طرح مائیں یہ بھی یاد رکھیں کہ لڑکیوں کی تربیت کیلئے ان کو اپنے بھی نمونے دکھانے ہوں گے۔ خاص طور پر اپنے لباس اور اپنے پردے کا بھی انہیں خیال رکھنا ہوگا۔ حیا عورت کی نشانی ہے۔ لڑکیوں کو بتائیں کہ یہ نام نہاد ترقی یافتہ معاشرہ تمہاری حیا کی حفاظت نہیں کرتا۔ بچپن سے ہی بتانا ہوگا، پانچ چھ سال کی عمر سے ہی بچیوں کو بتانا ہوگا کہ یہ معاشرہ تمہاری حیا کی حفاظت نہیں کرتا۔ حیا کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چل کر ہی ہو سکتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پردے کا بھی حکم فرمایا ہے اور حیا کا بھی حکم دیا ہے۔ بچیوں کو ہمیشہ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ اس بارے میں کسی احساس کمتری میں آنے کی ضرورت نہیں، کسی احساس کمتری کو پیدا کرنے کی، دل میں لانے کی ضرورت نہیں۔ اگر مائیں خود اپنے پردوں کی حفاظت کریں گی اور لڑکیوں کو اس کی اہمیت بتائیں گی تو یقیناً بچیوں پر بھی اس کا نیک اثر ہوگا۔ بعض پڑھی لکھی لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ ہماری مائیں پرانے زمانے کی ہیں انہیں کیا پتا کہ اس زمانے کے ساتھ چلنے کیلئے پردہ اور حجاب کو نرم کرنے کی ضرورت ہے یا بعض جگہوں پر نہ بھی اگر پردہ کیا جائے، نہ بھی یہ حیادار لباس پہنا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ہٹ کر چلے گا وہ اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں کو برباد کرے گا۔ اس لیے بغیر کسی احساس کمتری کے ایک احمدی لڑکی اور عورت کو اس لباس کو لعنت بھیجتے ہوئے ترک کر دینا چاہیے جس سے حیا میں کمی آتی ہو، جو لباس اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نفی کرتا ہو۔ اگر کسی کو یہ بہانا ہے کہ کام کیلئے بعض قسم کے لباس پہننے پڑتے ہیں اور وہ لباس بلاؤز اور جینز کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں اور سکارف بھی نہیں لیا جا سکتا اور اوپر کچھ لمبا کوٹ نہیں پہنا جا سکتا تو پھر ایسے کام سے ہماری لڑکیوں کو بچنا چاہیے جو ننگے لباس کی طرف لے کر جانے والا کام ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے متولی ہونے پر ایمان رکھیں گی اور صالحات میں سے بننے کی کوشش کریں گی تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق صالحہ کا متولی بھی ہوگا۔ آج اگر پردے سے آزاد ہوئیں تو آئندہ نسلیں اَور زیادہ آزادی میں چلی جائیں گی اور پھر دین سے دور ہٹ جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔'' آپؑ نے فرمایا یہ ہرگز مناسب نہیں ''یہی عورتوں کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے۔''
(ملفوظات جلد 7 صفحہ 134)

یہی ضرورت سے زیادہ آزادی ہے جو دین سے دور لے جانے والی اور دین کے حکموں سے دور کرنے والی ہے اور اس کی جڑ یہ آزادی ہے۔ اس لیے بہت سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی باتوں، اس کے رسول کی باتوں اور اس زمانے کے امام اور حکم اور عدل کی باتوں پر توجہ سے عمل نہیں کریں گی تو اپنا دین گنوا دیں گی۔ پھر یہ دعویٰ بھی غلط ہوگا کہ ہم نے مسیح موعود کی بیعت کی ہے۔ اس ماحول میں شرمانے کی بجائے ان لوگوں کو کھل کر بتائیں جو دنیادار ہیں کہ پردہ ہمارا دینی معاملہ ہے اور تم ہمارے دین کے معاملے میں دخل نہ دو۔ یہاں کی پڑھی لکھی احمدی لڑکیاں اخباروں میں اس بارے میں خط لکھیں، مضمون لکھیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں گی تو دین ودنیا میں عزت پائیں گی۔ پس خود اپنے جائزے لیں۔ صرف مسجد آنے کیلئے اور جلسوں پر آنے کیلئے حیادار لباس اور پردے نہ ہوں بلکہ یہ آپ کی ایک امتیازی خصوصیت ہو۔ جہاں بھی ہوں ایک حیادار لباس آپ کا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ''تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اسکی زینت سے بہت دل مت لگاؤ......کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔'' فرماتے ہیں ''خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔'' فرمایا کہ ''...... اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔''
(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 81)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچی دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکموں اور ارشادات پر چلتے ہوئے اپنے اور اپنی نسلوں کے دین کی حفاظت کرنے والی اور انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ جوڑنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام کو ماننے کا جو آپ کو اعزاز دیا ہے اس کی ہمیشہ آپ قدر کرنے والی ہوں اور دنیا میں ڈوب کر اس سے دور نہ ہٹ جائیں۔ آمین

اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7 / جولائی 2020)

......☆......☆......☆......

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلدِّيۡنُ النَّصِيۡحَةُ (اربعین اطفال)
(دین کا خلاصہ خیرخواہی ہے)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بانی اسلام سرکار دو عالم سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان معجزانہ و ایمان افروز سیرت و سوانح سے واقف ہونا ہر احمدی مرد عورت طلباء و طالبات کا فرض ہے۔ اس کیلئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب ''نبیوں کا سردارؐ'' سے قسط وار مضمون پیش ہے۔ احباب خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے گھر کے ہر فرد کیلئے اس کا مطالعہ یقینی بنائیں۔ (ادارہ)

تجارت

عرب لوگ تاجر تھے اور اُن کے تجارت کے قافلے دور دور تک جاتے تھے۔ ایبے سینیا سے بھی وہ تجارت کرتے تھے اور شام اور فلسطین سے بھی وہ تجارت کرتے تھے ہندوستان سے بھی ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ ان کے امراء ہندوستان کی بنی ہوئی تلواروں کی خاص قدر کرتے تھے۔ کپڑا زیادہ تر یمن اور شام سے آتا تھا۔ یہ تجارتیں عرب کے شہروں کے ہاتھ میں تھیں بقیہ عرب سوائے یمن اور بعض شمالی علاقوں کے بدوی زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ اُن کے کوئی شہر تھے نہ اُن کی کوئی بستیاں تھیں۔ صرف قبائل نے ملک کے علاقے تقسیم کر لیے تھے۔ اِن علاقوں میں وہ چکر کھاتے پھرتے تھے۔ جہاں کا پانی ختم ہو جاتا تھا وہاں سے چل پڑتے تھے اور جہاں پانی مل جاتا تھا وہاں ڈیرے ڈال دیتے تھے۔ بھیڑ، بکریاں، اُونٹ اُن کی پونجی ہوتے تھے اُن کی صوف اور اُون سے کپڑے بناتے۔ اُن کی کھالوں سے خیمے تیار کرتے اور جو حصہ بچ جاتا اُسے منڈیوں میں لے جا کر بیچ ڈالتے۔

عرب کے دیگر حالات و عادات و خصائل

سونے چاندی سے وہ نا آشنا تو نہ تھے مگر سونا اور چاندی ان کیلئے ایک نہایت ہی کمیاب جنس تھی۔ حتی کہ اُن کے عوام اور غرباء میں زیورات کوڑیوں اور خوشبودار مصالحوں سے بنائے جاتے تھے۔ لونگوں اور خربوزوں اور ککڑیوں وغیرہ کے بیجوں اور اِسی قسم کی اَور چیزوں سے وہ ہار تیار کرتے اور اُن کی عورتیں یہ ہار پہن کر زیوروں سے مستغنی ہو جاتی تھیں۔ فسق و فجور کثرت سے تھا۔ چوری کم تھی مگر ڈاکہ بے انتہاء تھا۔ ایک دوسرے کو لُوٹ لینا وہ ایک قومی حق سمجھتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی قول کی پاسداری جتنی عربوں میں ملتی ہے اتنی اور کسی قوم میں نہیں ملتی۔ اگر کوئی شخص کسی طاقتور آدمی یا قوم کے پاس آکر کہہ دیتا کہ میں تمہاری پناہ میں آگیا ہوں تو اُس شخص یا اُس قوم کیلئے ضروری ہوتا تھا کہ وہ اُس کو پناہ دے۔ اگر وہ قوم اُسے پناہ نہ دے تو سارے عرب میں وہ ذلیل ہو جاتی تھی۔ شاعروں کو بہت بڑا اقتدار حاصل تھا وہ گویا قومی لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ لیڈروں کیلئے زبان کی فصاحت اور اگر ہو سکے تو شاعر ہونا نہایت ضروری تھا۔ مہمان نوازی انتہاء درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ جنگل میں بھولا بھٹکا مسافر اگر کسی قبیلہ میں پہنچ جاتا اور کہتا میں تمہارا مہمان آیا ہوں تو وہ بے دریغ بکرے اور دنبے اور اُونٹ ذبح کر دیتے تھے۔ اُن کیلئے مہمان کی شخصیت میں کوئی دلچسپی نہ تھی، مہمان کا آجانا ہی اُن کے نزدیک قوم کی عزت اور احترام کو بڑھانے والا تھا اور قوم پر فرض ہو جاتا تھا کہ اُس کی عزت کر کے اپنی عزت کو بڑھائے۔ عورتوں کو کوئی حقوق اُس قوم میں حاصل نہیں تھے۔ بعض قبائل میں یہ عزت کی بات سمجھی جاتی تھی کہ باپ اپنی لڑکی کو مار ڈالے۔ مؤرخین یہ بات غلط لکھتے ہیں کہ سارے عرب میں لڑکیوں کو مارنے کا رواج تھا۔ یہ رواج تو طبعی طور پر سارے ملک میں نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر سارے ملک میں یہ رواج جاری ہو جائے تو پھر اُس ملک کی نسل کس طرح باقی رہ سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں جہاں جہاں بھی یہ رواج پایا جاتا ہے اِس کی صورت یہ ہوا کرتی ہے کہ بعض خاندان اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر یا بعض خاندان اپنے آپ کو ایسی مجبوریوں میں مبتلا دیکھ کر اُن کی لڑکیوں کیلئے اُن کی شان کے مطابق رشتے نہیں ملیں گے لڑکیوں کو مار دیا کرتے ہیں۔ اِس رواج کی بُرائی اُس کے ظلم میں ہے نہ اِس امر میں کہ ساری قوم میں سے لڑکیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ عربوں کی بعض قوموں میں تو لڑکیاں مارنے کا طریقہ یوں رائج تھا کہ وہ لڑکی زندہ دفن کر دیتے تھے اور بعض میں اس طرح کہ وہ اُس کا گلا گھونٹ دیتے تھے اور بعض اَور طریقوں سے ہلاک کر دیتے تھے۔ اصلی ماں کے سوا دوسری ماؤں کو عرب لوگ ماں نہیں سمجھتے تھے اور اُن سے شادیاں کرنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد کئی لڑکے اپنی سوتیلی ماؤں سے بیاہ کر لیتے تھے۔ کثرتِ ازدواج عام تھی۔ کوئی حد بندی نکاحوں کی نہیں ہوتی تھی۔ ایک سے زیادہ بہنوں سے بھی ایک شخص شادی کر لیتا تھا۔ لڑائی میں سخت ظلم کرتے تھے جہاں بغض بہت زیادہ ہوتا تھا زخمیوں کے پیٹ چاک کر کے اُن کے کلیجے چبا جاتے تھے۔ ناک کان کاٹ دیتے تھے۔ آنکھیں نکال دیتے تھے۔ غلامی کا رواج عام تھا۔ اِرد گرد کے کمزور قبائل کے آدمیوں کو پکڑ کے لے آتے تھے اور اُن کو غلام بنا لیتے تھے۔ غلام کو کوئی حقوق حاصل نہیں تھے۔ ہر مالک اپنے غلام سے جو چاہتا سلوک کرتا اُس کے خلاف کوئی گرفت نہ تھی۔ اگر وہ قتل بھی کر دیتا تو اس پر کوئی الزام نہ آتا تھا۔ اگر کسی دوسرے آدمی کے غلام کو مار دیتا تب بھی وہ موت کی سزا سے محفوظ سمجھا جاتا تھا اور مالک کو کچھ معاوضہ دے کر آزادی حاصل کر لیتا تھا۔ لونڈیوں کو اپنی شہوانی ضرورتوں کے پورا کرنے کا ذریعہ بنانا ایک قانونی حق تسلیم کیا جاتا تھا۔ لونڈیوں کی اولادیں بھی آگے غلام ہوتی تھیں اور صاحبِ اولاد لونڈیاں بھی لونڈیاں ہی رہتی تھیں۔ غرض جہاں تک علم و ترقی کا سوال ہے عرب لوگ بہت پیچھے تھے، جہاں تک بین الاقوامی رحم اور حسن سلوک کا سوال ہے عرب کے لوگ بہت پیچھے تھے، جہاں تک صنف نازک کے تعلق کا سوال ہے عرب لوگ دوسری اقوام سے بہت پیچھے تھے۔ مگر بعض شخصی اور بہادرانہ اخلاق اُن میں ضرور پائے جاتے تھے اور اس حد تک پائے جاتے تھے کہ شاید اُس زمانہ کی دوسری قوموں میں اس کی مثال نہیں پائی جاتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

اِس ماحول میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد جن کا نام عبداللہ تھا فوت ہو گئے تھے اور آپ کو اور آپ کی والدہ حضرت آمنہ کو اُن کے دادا عبدالمطلب نے اپنی کفایت میں لے لیا تھا۔ عرب کے رواج کے مطابق آپ دودھ پلانے کیلئے طائف کے پاس رہنے والی ایک عورت کے سپرد کیے گئے۔ عرب لوگ اپنے بچوں کو دیہاتی عورتوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے تا اُن کی زبان صاف ہو جائے اور اُن کی صحت درست ہو۔ آپ کی عمر کے چھٹے سال میں آپ کی والدہ بھی مدینہ سے آتے ہوئے جہاں وہ اپنے ننھیال سے ملنے گئی تھیں مدینہ اور مکہ کے درمیان فوت ہو گئیں اور وہیں دفن ہوئیں اور آپ کو ایک خادمہ اپنے ساتھ مکہ لائی اور دادا کے سپرد کر دیا۔ آپ آٹھویں سال میں تھے کہ آپ کے دادا جو آپ کے نگران تھے وہ بھی فوت ہو گئے اور آپ کے چچا ابو طالب اپنے والد کی وصیت کے مطابق آپ کے نگران ہوئے۔ عرب سے باہر آپ کو دو تین دفعہ جانے کا موقع ملا۔ جن میں سے ایک سفر آپ نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ کیا جو کہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے تھے۔ یہ سفر آپ کا غالباً شام کے جنوب مشرقی تجارتی شہروں تک ہی محدود تھا کیونکہ اس سفر میں بیت المقدس وغیرہ جگہوں میں سے کسی کا ذکر نہیں آتا۔ اس کے بعد آپ جوانی تک مکہ میں ہی مقیم رہے۔

مجلس حلف الفضول میں آپؐ کی شمولیت

آپ کی طبیعت بچپن سے ہی سوچنے اور فکر کرنے کی طرف مائل تھی اور لوگوں کی لڑائیوں جھگڑوں میں آپ دخل نہیں دیا کرتے تھے بلکہ لڑائیوں اور فسادوں کے دُور کرانے میں حصہ لیتے تھے چنانچہ مکہ اور اِس کے گرد و نواح کے قبائل کی لڑائیوں سے تنگ آکر جب مکہ کے کچھ نوجوانوں نے ایک انجمن بنائی جس کی غرض یہ تھی کہ وہ مظلوموں کی مدد کیا کرے گی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شوق سے اُس مجلس میں شامل ہو گئے۔ اس مجلس کے ممبروں نے اِن الفاظ میں قسمیں کھائی تھیں کہ:

''وہ مظلوموں کی مدد کریں گے اور اُن کے حق اُن کو لے کر دیں گے جب تک کہ سمندر میں ایک قطرہ پانی کا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو وہ خود اپنے پاس سے مظلوم کا حق ادا کر دیں گے۔''

شاید اس قسم پر عمل کرنے کا موقع آپ کے سوا اور کسی کو نہیں ملا۔ جب آپ نے دعویٰ نبوت کیا اور سب سے زیادہ مکہ کے سردار ابوجہل نے آپ کی مخالفت میں حصہ لیا اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی بات نہ کرے۔ اُن کی کوئی بات نہ مانے۔ ہر ممکن طریق سے اُن کو ذلیل کرے۔ اُس وقت ایک شخص جس نے ابوجہل سے کچھ قرضہ وصول کرنا تھا مکہ میں آیا اور اُس نے ابوجہل سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ ابوجہل نے اُس کا قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس نے مکہ کے بعض لوگوں سے اس امر کی شکایت کی اور بعض نوجوانوں نے شرارت سے اُسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتایا کہ اُن کے پاس جاؤ وہ تمہاری اِس بارہ میں مدد کریں گے۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ یا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مخالفت کے مدنظر جو مکہ والوں کی طرف سے عموماً اور ابوجہل کی طرف سے خصوصاً ہو رہی تھی اُس کی امداد کرنے سے انکار کر دیں گے اور اس طرح عربوں میں ذلیل ہو جائیں گے اور قسم توڑنے والے کہلائیں گے یا پھر آپ اس کی مدد کے لئے ابوجہل کے پاس جائیں گے اور وہ آپ کو ذلیل کر کے اپنے گھر سے نکال دے گا۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ شخص گیا اور اُس نے ابوجہل کی شکایت کی تو آپ بِلا تأمل اُٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے اور ابوجہل کے دروازہ پر جا کر دستک دی۔ ابوجہل گھر سے باہر نکلا اور دیکھا کہ اُس کا قرض خواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ آپ نے فوراً اُسے توجہ دلائی کہ اِس شخص کا تم نے فلاں فلاں حق دینا ہے اِس کو ادا کرو اور ابوجہل نے بِلا چون و چرا اُس کا حق اُسے ادا کر دیا۔ جب شہر کے رؤساء نے ابوجہل کو ملامت کی کہ تم ہم سے تو یہ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ذلیل کرو اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھو لیکن تم نے خود اُس کی بات مانی اور اُس کی عزت قائم کی۔ تو ابوجہل نے کہا خدا کی قسم! اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔ میں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں اور بائیں مست اُونٹ کھڑے ہیں جو میری گردن مروڑ کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی روایت میں کوئی صداقت ہے یا نہیں۔ آیا اُسے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نشان دکھایا تھا یا صرف اُس پر حق کا رُعب چھا گیا اور اُس نے یہ دیکھ کر کہ سارے مکہ کا مطعون اور مقہور انسان ایک مظلوم کی حمایت کے جوش میں اکیلا بغیر کسی ظاہری مدد کے مکہ کے سردار کے دروازہ پر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اِس شخص کا جو حق تم نے دینا ہے وہ ادا کر دو تو حق کے رُعب نے اُس کی شرارت کی روح کو کچل دیا اور اُسے سچائی کے آگے سر جھکانا پڑا۔ (جاری)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 6 تا 12 مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 ؍فروری 2020ء بروز بدھ نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک (اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے) کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرم میاں احمد حسن صاحب (ساؤتھ آل، یو.کے)

13 ؍فروری 2020ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو ایک لمبا عرصہ بطور صدر جماعت شالامار ٹاؤن اور زعیم اعلیٰ انصاراللہ مغل پورہ لاہور خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم خلافت کے فدائی اور جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ نماز باجماعت کے پابند تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ ’’اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو‘‘ کا ہمیشہ تذکرہ کیا کرتے تھے۔ تہجد، نوافل اور تلاوت قرآن کریم آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ نہایت ملنسار اور بااخلاق انسان تھے۔ سوگواران میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الکریم راضیہ قمر صاحبہ (اہلیہ مکرم خواجہ رشید الدین قمر صاحب مرحوم، مورڈن، یو.کے)

16 ؍فروری 2020ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد مکرم حافظ ڈاکٹر بدرالدین صاحب مرحوم مجلس شوریٰ میں تھے۔ نام رکھنے کی درخواست پر حضرت مصلح موعودؓ نے امۃ الکریم نام رکھا۔ آپ کے والد صاحب کو Borneo میں احمدیہ مشن قائم کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو Borneo کا اعزازی مشنری مقرر فرمایا۔ آپ کی والدہ حضرت سراج بی بی صاحبہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ مکرم مولوی فرزند علی خان صاحب سابق امام مسجد فضل لندن مرحومہ کے دادا تھے۔ Borneo میں آپ نے ملائشین اور انڈونیشین زبانیں سیکھیں۔ 1960ء میں مرحومہ کی شادی مکرم خواجہ رشید الدین قمر صاحب سے ہوئی اور آپ لندن شفٹ ہوگئیں۔ 1964ء میں سیکرٹری فنانس لجنہ اماء اللہ مقرر ہوئیں۔ اس کے بعد لجنہ کی نیشنل عاملہ میں بھی متعدد عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ایم ٹی اے کے اوائل میں شیڈیولنگ ٹیم کا حصہ رہیں۔ جلسہ سالانہ پر لجنہ کے فوڈ سٹال کی انچارج رہیں۔ مرحومہ بچپن سے ہی پنجگانہ نمازوں اور تہجد کی پابند اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ساتھ انتہائی عقیدت اور پیار تھا۔ کینسر کی بیماری کا انتہائی بہادری اور صبر سے مقابلہ کیا۔ لواحقین میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم قاصد معین احمد صاحب مربی سلسلہ کی نانی اور مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے کی ممانی تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ علیم النساء صاحبہ
اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبدالقیوم صاحب (جرمنی)

5 ؍اکتوبر 2019ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کی بھی پابند تھیں۔ تلاوت قرآن کریم اور چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ ہر چھوٹے بڑے کا خاص خیال رکھنے والی ایک نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم بہزاد احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

(2) مکرم محمود احمد صاحب (بسم اللہ ہاؤسنگ سکیم، جی.ٹی روڈ مناواں باٹاپور، لاہور)

4 ؍نومبر 2019ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے حلقہ باغبانپورہ اور باٹاپور میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ خاموش طبع، دیانتدار، ملنسار، تہجد گزار، نماز باجماعت کے پابند، دعا گو، صاحب رویا، چندوں میں باقاعدہ، متوکل علی اللہ اور ہر حال میں راضی برضا رہنے والے انسان تھے۔ خدمت انسانیت کے عملی جذبہ سے بھرپور زندگی گزاری۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(3) مکرمہ بشریٰ صادقہ ملک صاحبہ (دوالمیال)

15 ؍نومبر 2019ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ محترم قاضی ملک عبد الرحمٰن مرحوم (سابق امیر جماعت ضلع چکوال) کی بڑی پوتی، مکرم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم (پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ) اور مکرم ملک بشارت احمد صاحب مرحوم (آڈیٹر صدر انجمن ربوہ) کی بھتیجی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کی فعال رکن تھیں۔ اپنے چندہ جات بروقت اور بڑی فکر سے ادا کرتی تھیں۔ خلافت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک پر فوراً عمل کرتی تھیں۔ آپ نے تقریباً سارا طلائی زیور جماعت کو پیش کر دیا تھا۔ حقوق العباد کا بہت خیال رکھتیں اور غریبوں اور ناداروں کی ہمیشہ مدد کرتی تھیں۔

(4) مکرم محمد ابراہیم صاحب
(صابرہ بھڈیار ضلع سیالکوٹ)

16 ؍نومبر 2019ء کو 100 سال سے زائد عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم شریف النفس، غریب پرور، صاف گو، نمازوں کے پابند، مالی قربانی میں پیش پیش ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ گاؤں میں جب کبھی لڑائی جھگڑے کا کوئی واقعہ ہوتا تو مرحوم ہمیشہ صلح کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آپ عہدیدار تو نہیں تھے لیکن کئی کمیٹیوں کے ممبر رہے۔

(5) مکرم ماسٹر محمد امین صاحب ابن مکرم مختار احمد صاحب (چک نمبر 213/9-R، فورٹ عباس، ضلع بہاول نگر)

17 ؍نومبر 2019ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا کے بھائی مکرم صوبیدار برکت علی صاحب کے ذریعہ آئی۔ جنہوں نے قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ مرحوم نے مقامی جماعت میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، غریب پرور اور جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(6) مکرم صلاح الدین صاحب
(276 ر۔ب گوکھوال ضلع فیصل آباد)

18 ؍نومبر 2019ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نماز باجماعت کے ایسے پابند تھے کہ بیماری کی حالت میں بھی مسجد پہنچتے اور نماز کے علاوہ کافی دیر تک نوافل اور دعائیں کرتے رہتے تھے۔ مرحوم مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور تمام چندہ جات کی ادائیگی وقت سے پہلے کیا کرتے تھے۔ بڑی فراخدلی سے ضرورت مندوں کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(7) مکرمہ ہاجرہ انجم صاحبہ بنت مکرم شیخ محمد انجم شاہد صاحب (مصطفیٰ آباد، حلقہ کریم نگر ضلع فیصل آباد)

8 ؍دسمبر 2019ء کو 22 سال کی عمر میں ربوہ سے فیصل آباد جاتے ہوئے ایک ٹریفک حادثہ میں موقع پر ہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ لجنہ کی تنظیم میں انتہائی فعال تھیں۔ مقامی مجلس میں نائب سیکرٹری ناصرات کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اجلاسات میں نظم خوش الحانی سے پڑھتی تھیں۔ مرحومہ انتہائی خوش اخلاق، پابند صوم وصلوٰۃ اور پردہ کا خاص خیال رکھنے والی تھی۔ قرآن کریم کی تجوید سیکھ کر گرامر اور ترجمہ سیکھ رہی تھیں اور دوسرے بچوں کو بھی پڑھاتی تھیں۔ والدین کا احترام کرنے والی اور خلافت سے انتہائی عقیدت رکھنے والی تھیں۔ ایم ٹی اے پر خطبہ باقاعدگی سے سنتیں اور پوائنٹ زبانی یاد رکھتی تھیں۔ مرحومہ کی دو ہمشیرگان مربیان سلسلہ سے بیاہی ہیں۔ چند دن بعد مرحومہ کی شادی ہونے والی تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(8) مکرمہ شافیہ انجم صاحبہ بنت مکرم شیخ محمد انجم شاہد صاحب (مصطفیٰ آباد، حلقہ کریم نگر ضلع فیصل آباد)

آپ ربوہ سے فیصل آباد جاتے ہوئے ٹریفک حادثہ میں شدید زخمی ہوگئی تھیں۔ بیہوشی کی حالت میں چند دن ہسپتال رہنے کے بعد 15 ؍دسمبر 2019ء کو 16 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ناصرات کی تنظیم میں فعال تھیں۔ تعلیمی میدان میں اور جماعتی پروگراموں میں نمایاں کارکردگی تھی۔ ناصرات میں انعامات حاصل کرتی تھیں۔ قصیدہ یاد تھا اور پہلے 5 پاروں کا ترجمہ بھی یاد کیا ہوا تھا۔ قرآن کریم کی تجوید اور گرامر کی آن لائن کلاس لیتی تھیں۔ مرحومہ انتہائی خوش اخلاق اور خلافت سے محبت رکھنے والی تھیں۔ باقاعدگی سے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتی تھیں۔ مرحومہ کی دو ہمشیرگان مربیان سلسلہ سے بیاہی ہیں۔ مرحومہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھیں۔

(9) مکرمہ رضیہ بیگم وینس صاحبہ
اہلیہ چوہدری محمد الدین وینس مرحوم
(BUFFALO، نیویارک، امریکہ)

13 ؍دسمبر 2019ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت چوہدری سلطان احمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی بڑے التزام کے ساتھ ادائیگی کرتیں اور باقاعدگی سے تہجد کی نماز اور نوافل بھی ادا کیا کرتی تھیں۔ آپ کا خلافت اور نظام جماعت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا اور مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ حصہ لیتی تھیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ غرباء کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ کئی غریب بچوں کے تعلیمی اخراجات کی ذمہ داری بھی لی ہوئی تھی۔ 1997ء سے مستقل طور پر امریکہ میں اپنے بڑے بیٹے ڈاکٹر ظفر اقبال صاحب کے پاس رہائش پذیر تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں اور 20 پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

(10) مکرم اظہر بھٹی صاحب (نیروبی، کینیا)

25 ؍دسمبر 2019ء کو 54 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی نسل میں سے تھے۔ آپ کے والد اور والدہ کے پڑنانا حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں افریقہ آ کر آباد ہوئے تھے۔ مرحوم نے صدر خدام الاحمدیہ اور صدر انصار اللہ کینیا کے علاوہ مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ وفات سے چند ماہ پہلے تک بھی بہت شوق سے تبلیغی پمفلٹ تقسیم کرنے کیلئے ویل چیئر پر جایا کرتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گذار اور ایک نیک، مخلص انسان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان سیرت وسوانح سے قسط وار مضمون قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ احباب خود بھی التزام کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں اور اپنے گھر کے تمام افراد کیلئے اس کا مطالعہ یقینی بنائیں تاکہ ہر احمدی مرد، عورت، بچے، بچیاں امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود کی سیرت سے واقف اور آگاہ ہو اور اس سے ان کے ایمان میں ترقی ہو۔ لہٰذا اس سلسلہ میں قسط وار مضمون کی اشاعت کیلئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے کتاب سیرۃ المہدی مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا گیا ہے، جو روایت کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر ایک نہایت دلچسپ ایمان افروز اور مستند کتاب ہے۔ احباب التزام کے ساتھ اس مضمون سے استفادہ کریں۔ (ادارہ)

جب والدہ کا ذکر فرماتے تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا کہ جب بڑے مرزا صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود کے والد صاحب) کشمیر میں ملازم تھے تو کوئی دفعہ ایسا ہوا کہ ہماری والدہ نے کہا کہ آج میرا دل کہتا ہے کہ کشمیر سے کچھ آئے گا تو اسی دن کشمیر سے آدمی آگیا اور بعض اوقات تو ایسا ہوا کہ ادھر والدہ صاحبہ نے یہ کہا اور ادھر دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کشمیر سے آدمی آیا ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ تمہارے دادا کشمیر سے اپنے آدمی کو چند ماہ کے بعد خط اور روپیہ دے کر بھیجا کرتے تھے۔ نقدی وغیرہ چاندی سونے کی صورت میں ایک گدڑی کی تہہ کے اندر سلی ہوئی ہوتی تھی جو وہ آدمی راستہ میں پہنے رکھتا تھا اور قادیان پہنچ کر اتار کر اندر گھر میں بھیج دیتا تھا۔ گھر والے کھول کر نقدی نکال لیتے تھے اور پھر گدڑی واپس کر دیتے تھے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا کشمیر میں صوبہ تھے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی اوپر سے تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ جس طرح انگریزوں میں آجکل ڈپٹی کمشنر اور کمشنر وغیرہ ہوتے ہیں اسی طرح کشمیر میں صوبے گورنر علاقہ ہوتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہماری دادی صاحبہ یعنی حضرت مسیح موعود کی والدہ صاحبہ کا نام چراغ بی بی تھا وہ دادا صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں۔ ان کو حضرت صاحب سے بہت محبت تھی اور آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جب آپ ان کا ذکر فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔

جمعہ کے دن توام پیدا ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنوں میں سے منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ نیز بیان کیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کہ جب مبارکہ بیگم (ہماری ہمشیرہ) پیدا ہونے لگی تو منگل کا دن تھا اسلئے حضرت صاحب نے دعا کی کہ خدا اُسے منگل کے تکلیف دہ اثرات سے محفوظ رکھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جمعہ کے دن توام پیدا ہوئے تھے اور فوت ہوئے منگل کے دن۔ اور جاننا چاہئے کہ زمانہ کی شمار صرف اہل دنیا کے واسطے ہے اور دنیا کے واسطے واقعی آپ کی وفات کا دن ایک مصیبت کا دن تھا۔ (اس روایت سے یہ مراد نہیں ہے کہ منگل کا دن کوئی منحوس دن ہے بلکہ جیسا کہ حصہ دوم کی روایت نمبر 311، 322 و 360 میں تشریح کی جاچکی ہے۔ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ منگل کا دن بعض اجرام سماوی کے مخفی اثرات کے ماتحت اپنے اندر سختی اور تکلیف کا پہلو رکھتا ہے۔ چنانچہ منگل کے متعلق حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول آتا ہے کہ منگل وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ نے پتھریلے پہاڑ اور ضرر رساں چیزیں پیدا کی ہیں۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر آیت خلق الارض فی یومین الخ)

مرض موت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سخت کرب تھا، حضرت مسیح موعودؑ کا بھی بوقت وفات ایسا ہی حال تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری بیماری بیمار ہوئے اور آپ کی حالت نازک ہوئی تو میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' اس پر حضرت صاحب نے فرمایا ''یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا'' خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود 25؍مئی 1908ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے بستر پر جاکر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آگئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور اِدھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعودؑ کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔ اس وقت آپ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ اتنے میں ڈاکٹر نے نبض دیکھی تو ندارد۔ سب سمجھے کہ وفات پاگئے اور یکدم سب پر ایک سناٹا چھا گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد نبض میں پھر حرکت پیدا ہوئی مگر حالت بدستور نازک تھی اتنے میں صبح ہوگئی اور حضرت مسیح موعود کی چارپائی کو باہر صحن سے اُٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے جب ذرا اچھی روشنی ہوگئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ غالباً شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی نے عرض کیا کہ حضور ہوگیا ہے۔ آپ نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کردی مگر آپ اسی حالت میں تھے کہ غشی سی طاری ہوگئی اور نماز کو پورا نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے عرض کیا گیا حضور ہوگیا ہے آپ نے پھر نیت باندھی مگر مجھے یاد نہیں کہ نماز پوری کرسکے یا نہیں۔ اس وقت آپ کی حالت سخت کرب اور گھبراہٹ کی تھی۔ غالباً آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے ڈاکٹر نے پوچھا کہ حضور کو خاص طور پر کیا تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر آپ جواب نہ دے سکتے اس لئے کاغذ قلم دوات منگوائی گئی اور آپ نے بائیں ہاتھ پر سہارا لے کر بستر سے کچھ اُٹھ کر لکھنا چاہا مگر بمشکل دو چار الفاظ لکھ سکے اور پھر بوجہ ضعف کے کاغذ کے اوپر قلم گھسٹتا ہوا چلا گیا اور آپ پھر لیٹ گئے۔ یہ آخری تحریر جس میں غالباً زبان کی تکلیف کا اظہار تھا اور کچھ حصّہ پڑھا نہیں جاتا تھا جناب والدہ صاحبہ کو دے دی گئی۔ نو بجے کے بعد حضرت صاحب کی حالت زیادہ نازک ہوگئی اور تھوڑی دیر کے بعد آپ کو غرغرہ شروع ہوگیا۔ غرغرہ میں کوئی آواز وغیرہ نہیں تھی بلکہ صرف سانس لمبا لمبا اور کھچ کھچ کر آتا تھا خاکسار اس وقت آپ کے سرہانے کھڑا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر والدہ صاحبہ کو جو اس وقت ساتھ والے کمرے میں تھیں اطلاع دی گئی وہ مع چند گھر کی مستورات کے آپ کی چارپائی کے پاس آکر زمین پر بیٹھ گئیں۔ اس وقت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب لاہوری نے آپ کی چھاتی میں پستان کے پاس انجکشن یعنی دوائی کی پچکاری کی جس سے وہ جگہ کچھ اُبھر آئی مگر کچھ افاقہ محسوس نہ ہوا بلکہ بعض لوگوں نے بُرا منایا کہ اس حالت میں آپ کو کیوں یہ تکلیف دی گئی ہے۔ تھوڑی دیر تک غرغرہ کا سلسلہ جاری رہا اور ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ لمبا ہوتا گیا حتیٰ کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کرگئی۔ اللھم صل علیہ و علیٰ مطاعہ محمدؐ و بارك وسلم۔

خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے۔ اور میں بھی سوگئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپکے پاؤں دبانے کیلئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اسلئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کردیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہوگیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' تو آپ نے فرمایا ''یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا'' خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا ''ہاں'' والدہ صاحبہ نے یہ بھی فرمایا کہ جب حالت خراب ہوئی اور ضعف بہت ہوگیا تو میں نے کہا مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب) کو بلالیں؟ آپ نے فرمایا بلالو نیز فرمایا محمود کو جگالو۔ پھر میں نے پوچھا محمد علی خان یعنی نواب صاحب کو بلالوں؟ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت صاحب نے اس کا کچھ جواب دیا، یا نہیں اور دیا تو کیا دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مرض موت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سخت کرب تھا اور نہایت درجہ بے چینی اور گھبراہٹ اور تکلیف کی حالت تھی اور ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا بھی بوقت وفات قریباً ایسا ہی حال تھا۔ یہ بات ناواقف لوگوں کیلئے موجب تعجب ہو گی کیونکہ دوسری طرف وہ یہ سنتے اور دیکھتے ہیں کہ صوفیا اور اولیاء کی وفات نہایت اطمینان اور سکون کی حالت میں ہوتی ہے۔ سو دراصل بات یہ ہے کہ نبی جب فوت ہونے لگتا ہے تو اپنی امت کے متعلق اپنی تمام ذمہ داریاں اس کے سامنے ہوتی ہیں اور ان کے مستقبل کا فکر مزید برآں اسکے دامن گیر ہوتا ہے۔ تمام دنیا سے بڑھ کر اس بات کو نبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ موت ایک دروازہ ہے جس سے گزر کر انسان نے خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے پس موت کی آمد جہاں اس لحاظ سے اس کو مسرور کرتی ہے کہ وصال محبوب کا وقت قریب آن پہنچا ہے وہاں اس کی عظیم الشان ذمہ داریوں کا احساس اور اپنی امت کے متعلق آئندہ کا فکر اسے غیر معمولی کرب میں مبتلا کر دیتے ہیں مگر صوفیا اور اولیاء ان فکروں سے آزاد ہوتے ہیں۔ ان پر صرف ان کے نفس کا بار ہوتا ہے مگر نبیوں پر ہزاروں لاکھوں کروڑوں انسانوں کا بار۔ پس فرق ظاہر ہے۔

(اس روایت میں حضرت والدہ صاحبہ نے جو یہ بیان کیا ہے کہ ان کی گھبراہٹ کے اظہار پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا کہ ''یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔'' اس کے متعلق میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے دریافت کیا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے جس پر انہوں نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی یہ مراد تھی کہ جیسا کہ میں کہا کرتا تھا کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ سو اب یہ وہی موعود وقت آگیا ہے اور والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ان الفاظ میں گویا حضرت صاحب نے مجھے ایک رنگ میں تسلی دی تھی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ یہ وہی مقدر وقت ہے جس کے متعلق میں خدا سے علم پا کر ذکر کیا کرتا تھا اور جس طرح خدا کا یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ اسی طرح خدا کے دوسرے وعدے بھی جو میرے بعد خدائی نصرت وغیرہ کے متعلق ہیں، پورے ہوں گے اور خدا تم سب کا خود کفیل ہوگا۔ نیز حضرت والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب کو اسہال کی شکایت اکثر ہو جایا کرتی تھی جس سے بعض اوقات بہت کمزوری ہو جاتی تھی............اور آپ اسی بیماری سے فوت ہوئے)

(سیرۃ المہدی، جلد 1 صفحہ 7 تا 12، مطبوعہ قادیان 2007)

......☆......☆......☆......

آج اگر کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ ختم نبوت کی پہچان ہے تو وہ احمدی ہے

آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنے والے اگر کوئی ہیں تو وہ احمدی ہیں اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ

قرآن اور حدیث کی رُو سے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اُس کا صحیح فہم و ادراک عطا فرمایا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مقام خاتم النبیّینؐ کی پُر معارف تشریح

اگر آج مسلمان اپنا اسلام زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو

سوائے خاتم الانبیاء کے عاشقِ صادق کے پیچھے چلنے کے اور کوئی راستہ نہیں اس لئے اس مسیح و مہدی کی دشمنی کو چھوڑ دیں

قرآنِ کریم میں کئی آیات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف نبی آسکتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے نبی کا آنا آپ کے مقام کو اونچا کرتا ہے نہ کہ کم

آج آپ احمدی ہیں جنہوں نے اس خاتم النبیّین کے مقام کو پہچانا ہے، آپ ہیں جنہوں نے اس مقام سے دوسروں کو بھی آشنا کرنا ہے

اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں جو اس خاتم الانبیاء نے کئے اور جسکے نمونے ہمیں اسکے غلامِ صادق نے دکھا کر ہم سے توقع کی کہ ہم بھی ایسے بنیں اور اس سنّت پر چلیں

اختتامی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28؍دسمبر 2005ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان بمقام قادیان دارالامان (انڈیا)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب:41)

اس زمانے میں جبکہ جماعت احمدیہ کے تمام دنیا میں پھیل جانے کی وجہ سے تقریباً تمام دنیا میں میڈیا کی وجہ سے بھی اور گزشتہ دس گیارہ سال میں ایم ٹی اے کی وجہ سے بھی احمدیت کا تعارف دنیا کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو چکا ہے۔ اور اگر کسی جگہ ان ذرائع سے یہ تعارف نہیں ہوا تو غیر از جماعت مُلّاں نے ہمارے خلاف زہر اُگل کر یہ تعارف کروا دیا ہے۔ اُس کا فائدہ مُلّاں کو تو پتہ نہیں ہوا کہ نہیں لیکن جماعت کی تبلیغ خوب ہو رہی ہے۔ بعض ملکوں میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ سلوک ہوتا ہے۔ کئی ملک اس میں شامل ہیں۔ جو یہ سلوک ہے اور اس کی جو رپورٹنگ ہے وہ بھی میڈیا کی وجہ سے منٹوں میں دنیا کے ہر کونے میں پہنچ جاتی ہے۔ بہرحال اب چاہے وہ مغربی دنیا ہو یا جو دوسرے دنیا کے ممالک ہیں ہر جگہ لوگ یہ جان گئے ہیں کہ مُلّاں احمدیت کے خلاف ہے یا احمدیت کے خلاف فضا قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جہاں بھی دورے پر جاؤ، اخبار نویسوں کے علاوہ جن شخصیات سے بھی ملو وہ یہ ضرور پوچھتے ہیں کہ تمہارے میں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ دوسرے مسلمان کیوں تمہارے خلاف ہیں؟ اصل بات تو اُنہیں یہ کہنی چاہئے کہ کیوں یہ نام نہاد مُلّاں تمہارے خلاف ہیں۔ ہمارے خلاف مسلمانوں کی جو اکثریت ہے اُسے جماعت کے بارے میں صحیح علم ہی نہیں ہے۔ صرف مُلّاں کے پیچھے چلنے کی وجہ سے بیچارے اختلاف رکھتے ہیں۔ بہرحال جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ سب سے بڑا الزام ہم احمدیوں پر یہ لگایا جاتا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ اُن سے بڑا نبی تسلیم کرتے ہیں اور آخری نبی سمجھتے ہیں۔ یہ سراسر ایک الزام ہے جو احمدیوں پر لگایا جاتا ہے۔

آج اگر کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ ختم نبوت کی پہچان ہے تو وہ احمدی ہے۔ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنے والے اگر کوئی ہیں تو وہ احمدی ہیں اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ قرآن اور حدیث کی رُو سے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اُس کا صحیح فہم و ادراک عطا فرمایا ہے۔ مخالفین اپنے زعم میں، اپنے خیال میں اس آیت کی روشنی میں جو میں نے تلاوت کی ہے یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’محمدؐ تمہارے جیسے مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔‘‘ (الاحزاب:41)

جماعت احمدیہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ان لوگوں کو سمجھا رہی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود کے الہام کے زمانے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھا رہے ہیں کہ دیکھو تم جو خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہو کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ خاتَم کا مطلب مہر ہے اور یہی ہر جگہ لغات سے ثابت ہے۔ تمام لغات دیکھ لیں، ان الفاظ کے ارد گرد معنی گھومتے ہوئے نظر آئیں گے۔ یا یہ معنی ہیں کہ خوبصورت، بہترین اور کامل۔ لیکن اب علمی بحث سے تو یہ لوگ تنگ آچکے ہیں۔ اپنے لٹریچر میں خاتَم اور خاتِم کی بحث میں پڑ گئے ہیں بلکہ مَیں اُردو کی ایک لغت دیکھ رہا تھا اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام باہر صفحہ پر لکھے ہوئے تھے وہاں بھی خاص طور پر زیر ڈال کر خاتِم لکھا ہوا تھا۔ اور بھی اسی طرح بلکہ بعض جگہ تو قرآن میں بھی تحریف کر دی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ’’ختم کرنے والا‘‘ اور اب نبوت ختم ہو گئی۔ بہرحال یہ تو ایک لمبی بحث ہے۔ اس وقت مَیں یہ بیان کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی رو سے اس مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح بیان فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ عربی سے ترجمہ ہے کہ ’’پس جان لے اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے کہ نبی مُحدَّث ہوتا ہے اور مُحدَّث نبوّت کی انواع میں سے ایک نوع کے حصول کی وجہ سے نبی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب نبوّت میں سے صرف اسکی ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ رؤیا صادقہ و مکاشفات صحیحہ کی اقسام میں سے مبشّرات ہیں۔ اور وہی ہے جو خاص خاص اولیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اور وہ وہ نور ہے جو دردمند قوم کے دلوں پر اپنی تجلّی فرماتا ہے۔ پس اے کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے والے اور بصیرت رکھنے والے! سُن کیا اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ بابِ نبوّت کلّی طور پر بند ہے؟ بلکہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایسی نبوّتِ کاملہ جو وحی شریعت کی حامل ہو وہ منقطع ہو چکی ہے۔ لیکن ایسی نبوت جس میں صرف مبشّرات ہوں، وہ قیامت تک باقی ہے اور کبھی منقطع نہیں ہو گی۔ اور تجھے اس بات کا علم ہے اور تُو نے کتبِ حدیث میں بھی یہ پڑھا ہے کہ رؤیا صالحہ نبوّت یعنی نبوّتِ تامہ کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ پھر جب رؤیاء صادقہ کو یہ مرتبہ حاصل ہے تو پھر وہ کلام کتنا عظیم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے محدّثین کے قلوب پر نازل کیا جاتا ہے۔ پس جان لے، اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے، کہ ہمارے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ نبوّت جزئیہ کے دروازے ہمیشہ کیلئے کھلے ہیں اور اس نوع میں وہ مبشرات اور منذرات آتی ہیں جو اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں یا لطائف قرآنی اور علومِ لدنّی سے اُن کا تعلق ہوتا ہے۔ لیکن نبوّتِ کاملہ تامّہ جو وحی کے تمام کمالات کی جامع ہے، ہم اسکے منقطع ہونے پر اُس دن سے ایمان لاتے ہیں جب سے یہ آیتِ قرآنی نازل ہوئی۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41)‘‘

(ترجمہ عربی عبارت توضیح مرام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 60 تا 61 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 50-51 حاشیہ، نظارت نشرو اشاعت قادیان 2004ء)

تو یہ بات تو اُسے سمجھ آئے گی جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز رکھنے والا ہوگا، جو صاحبِ بصیرت ہوگا۔

اِن بظاہر پڑھے لکھے لوگوں کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ اُن میں بصیرت ہی نہیں رہی۔ اُن میں اتنی عقل ہی نہیں رہی کہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر سکیں۔ ان بظاہر پڑھے لکھے نام نہاد علماء سے تو وہ غریب اَن پڑھ، دیہاتوں کے رہنے والے، بظاہر جاہل نظر آنے والے زیادہ صاحبِ فراست و نظر ہیں

جنہوں نے اس نکتہ کو سمجھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچانتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آئے۔ یہ نورِ فراست و نورِ بصیرت جو ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے۔

پس مَیں ان لوگوں کو یہ کہتا ہوں کہ اگر نیک دل ہیں تو احمدیوں کے خلاف شور شرابا کرنے کی بجائے عقل استعمال کرتے ہوئے، خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں، اُس سے مدد مانگیں۔کم علم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی بجائے اگر دل میں خوفِ خدا ہے تو پھر اس بات کی تلقین کریں کہ زمانہ اس بات کا متقاضی ہے، یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ مسیح و مہدی کا نزول ہو، کسی مصلح کا نزول ہو اور اس زمانے میں ایک دعویٰ بھی موجود ہے۔ اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ تو ہماری رہنمائی فرما تا کہ ہم بھٹکے ہوؤں میں شمار نہ ہوں اور تیرے غضب کی پکڑ میں نہ آئیں۔ ہم سے یہ سوال نہ ہو کہ جب میرا بھی تمہیں یہ حکم تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی واضح طور پر فرما دیا تھا کہ جب آنے والا آئے تو اُسے میرا اسلام پہنچانا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 182 مسند ابی ہریرۃ، حدیث 7957، عالم الکتب بیروت 1998ء)

تو کیوں نہیں مانا۔ پس جب اس طرح مسلمان دعا کریں گے اور رب سے راہِ ہدایت مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ نیک نیتی سے دعا مانگنے والوں کی رہنمائی بھی کرتا ہے۔

عام طور پر علماء کی طرف سے یہ نظریہ پیش کیا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ ایک تو یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ وہ زندہ موجود ہیں یا نہیں، ہم تو بہرحال اُن کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں۔لیکن جب وہ ان لوگوں کے نظریات کے مطابق دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو کیا وہ نبی نہیں ہوں گے؟ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ توہین ہے کہ آپؐ کی نبوت کے اختتام تک پہنچانے کیلئے آپؐ کی اُمّت میں سے تو کوئی اس قابل نہ ٹھہرے اور بنی اسرائیل کے ایک نبی کی خدا کو مدد لینی پڑے۔ گویا خدا تعالیٰ بھی یہاں مجبور ہو گیا کہ اُمّتِ مسلمہ میں کسی کو اعزاز نہ بخش سکا گو کہ وہ کتنا ہی نیک اور خدا کے آگے جھکنے والا ہو۔ یہ تو نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی صفات کا بھی انکار ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے انکار کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگ ہوش کے ناخن لیں اور سوچیں اور سمجھیں۔ بلا وجہ مسلمانوں کو ابتلا میں نہ ڈالیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ ہمارے نبی خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجے گا اور نہ سلسلۂ نبوّت کے منقطع ہونے کے بعد اُسے دوبارہ جاری کرے گا۔‘‘ (یعنی اُمّت سے باہر) ’’اور نہ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ قرآنِ کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرے یا اُن میں اضافہ کرے۔ اور اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرے اور بھول جائے کہ وہ قرآنِ مجید کو کامل کر چکا ہے اور دینِ متین میں فتنے پیدا ہونے کی راہ کھول دے۔ کیا تم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پڑھتے کہ آنے والا مسیح آپؐ کی ہی اُمّت کا ایک فرد ہو گا۔ اور آپؐ کے دین کے تمام احکام کی اتّباع کرے گا۔ اور مسلمانوں کے طریق پر نماز ادا کرے گا۔

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 377، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 53 حاشیہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان 2004ء)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو وہ شخص جو اس مسیح کے نزول کو مانتا ہے جو بنی اسرائیل کا ایک نبی ہے تو بیشک وہ خاتم النبیّین کی نص کا منکر ہو گیا۔ پس افسوس ہے اُن لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ...... وہ آکر قرآنِ کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرے گا اور بعض پر اضافے کرے گا اور اس پر چالیس سال تک وحی نازل ہوتی رہے گی اور وہ خاتم المرسلین ہو گا۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور آپؐ کا نام اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء رکھا ہے۔ پھر آپ کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے۔‘‘ (یعنی امت سے باہر) (ترجمہ عربی عبارت تحفہ بغداد روحانی خزائن، جلد 7، صفحہ 34، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد سوم حصہ ہفتم، صفحہ 54 حاشیہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان 2004ء)

تو اس قسم کے مختلف نوع کے نظریات عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں اور اس سے فائدہ اُٹھا کر عیسائی پہلے بھی سرگرم رہے اور مسلمانوں کو عیسائی بناتے رہے اور اب بھی دوبارہ سرگرم ہوئے ہیں اور اب دنیا میں ان کے حملوں کی بھرمار ہو رہی ہے۔

پس آج اگر مسلمان اپنا اسلام زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو سوائے خاتم الانبیاء کے عاشقِ صادق کے پیچھے چلنے کے اور کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے اس مسیح و مہدی کی دشمنی کو چھوڑ دیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دکھانے کیلئے ایسے راستے ہمیں بتائے، جن پر ایک سطح پر رہنے والا جو انسان ہے اُس کی نظر نہیں جا سکتی۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (البقرۃ:5) اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا اور اُس پر بھی جو تجھ سے پہلے اتارا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’ایک اور صفت متقیوں کی بیان کی یعنی وہ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (البقرۃ:5) کے موافق ایمان لاتے ہیں۔ اور ایسا ہی جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اُس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پھر ہدایت کیا ہے؟‘‘ (اس سے پہلے جو ہدایت کی آیت ہے) ’’وہ ہدایت یہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس پر وحی اور الہام کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔‘‘

فرمایا ’’یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی و الہام کے دروازہ کو بند نہیں کیا۔ جو لوگ اس اُمّت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹھہراتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں اور قرآنِ شریف کے اصل مقصد کو انہوں نے سمجھا ہی نہیں۔ اُن کے نزدیک یہ اُمّت وحشیوں کی طرح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہو چکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلّم خدا رہا ہے اب اس زمانہ میں آکر خاموش ہو گیا۔‘‘ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ یقینا یاد رکھو کہ وحی اور الہام کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں اکثر جگہ وعدے کئے ہیں اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے۔ ورنہ عیسائیوں کے ہاں بھی مہر لگ چکی ہے۔ وہ اب کوئی شخص ایسا نہیں بتا سکتے جو اللہ تعالیٰ کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو۔ اور ویدوں پر تو پہلے ہی مہر لگی ہوئی ہے......‘‘ فرمایا ’’مجھے افسوس ہوتا ہے جب مَیں مسلمانوں کے مُنہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہوں کہ اب مکالمہ مخاطبہ کی نعمت کسی کو نہیں مل سکتی...... اگر اسلام میں یہ کمال اور خوبی نہ ہو تو پھر دوسرے مذاہب پر اُسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہو گا؟‘‘ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 612 تا 614، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے مقامِ ختم نبوّت اور یہ ہے اُس کامل شریعت کا کمال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری کہ اُس کی پیروی سے آپؐ کی اُمّت کے لوگوں کو بھی وحی و الہام ہوتا ہے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ پھر ہم میں اور دوسروں میں فرق کیا رہ گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’نبوت کے معنی اظہارِ امرِ غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے۔ یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کیلئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امورِ غیبیہ کھلتے ہیں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 209-210)

فرمایا: ’’نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے، اُس پر ظلّی طور پر وہی نبوّت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوّتِ محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اُس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اُسی کے جلال کیلئے......‘‘ فرمایا: ’’غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے۔ نہ میرے نفس کے رُو سے۔ اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیّین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 207-208)

پس یہ ہے مقامِ ختم نبوت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت کا درجہ ملتا ہے۔ نہ یہ کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات سے ہی دستبردار ہو جائے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اگر بصیرت کی آنکھ ہو تو نظر آتا ہے۔ اگر تعصب کی آنکھ سے اپنے آپ کو پاک کر کے دیکھیں گے تو نظر آئے گا۔

سکینڈے نیویا کے ملک میں دورے کے دوران ایک موقع پر ان کی ایک وزیر نے ایک فنکشن میں باتوں کے دوران اس سے متعلق سوال پوچھا۔ گفتگو شروع ہوگئی تو مَیں نے اُسے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ہمیشہ سے قائم ہیں یا نہیں۔ یا کچھ صفات ویسی ہی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کمی کر لی ہے یا ختم کر دی ہیں۔ وہ منسٹر تھی وہ کہنے لگی کہ یہ سب قائم ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ تو پھر مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اور قدرت بھی ہے کہ وہ نبی بھیجتا ہے، تو آج بھی نبی بھیج سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ کسی پرانے نبی کو لائے جس کے بارے میں مسلمان بھی انتظار کر رہے ہیں اور دوسرے مذہب والے بھی انتظار کر رہے ہیں۔ تو کہنے لگی بات میں وزن تو ہے، logic تو ہے۔ تو اب دنیادار لوگوں کا ماننا نہ ماننا، مذہب کو تسلیم کرنا، یہ علیحدہ بات ہے لیکن کم از کم یہ اُن میں حیا ہے کہ اگر دلیل دل کو لگے تو کج بحثی نہیں کرتے۔ فتنہ فساد نہیں کرتے۔ پھر مخالفین کیلئے قتل و غارت نہیں کرتے۔

پس یہ غور کریں، انتظار کرتے کرتے اپنی عمریں ضائع نہ کریں اور آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مان لیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جب حاضر ہوں تو سرخرو ہو سکیں۔ اور اسی سے مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہی مقامِ ختم نبوت کو اپنے دلوں میں بٹھا رہے ہوں گے۔ ایک ایسے شخص کو مان رہے ہیں جو اُمّتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ صادق ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کے اعزاز سے مشرف ہوا ہے۔ تو جو دولت آپ کے گھر میں موجود ہے اسکو چھوڑ کر دوسرے کے گھر کو اس سے کمتر چیز لینے کیلئے کیوں دیکھتے ہیں۔ اُس طرف کیوں نظر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ چشمہ جو تمہارے گھر میں موجود ہے اُس سے اپنی پیاس بجھاؤ بلکہ غیروں کو بھی اس طرف لاؤ۔ بجائے اس کے کہ ایسے سراب کی طرف دوڑا جائے جس کے پیچھے دوڑتے دوڑتے زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں لیکن کچھ نہیں ملتا۔

آج ایم.ٹی.اے کے ذریعہ سے تمام دنیا میں ہماری یہ بات پہنچتی ہے۔ پس چاہئے کہ سب مسلمان اس سے فیض پائیں۔ اس چشمے سے فیض پائیں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فیض کا منبع ٹھہرایا ہے اور اپنا محبوب بنایا

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''خدا کی ذات میں بخل نہیں اور نہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ اُن کی پوجا کی جاوے بلکہ اس لئے کہ لوگوں کو تعلیم دیں کہ ہماری راہ اختیار کرنے والے ہمارے ظلّ کے نیچے آجاویں گے۔ جیسے فرمایا اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) یعنی میری پیروی میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر محبوب ہونے کی بدولت یہ سب اکرام ہوئے۔ مگر جب کوئی اور شخص محبوب بنے گا تو اُس کو کچھ بھی نہیں ملے گا؟ اگر اسلام ایسا مذہب ہے تو سخت بیزاری ہے ایسے اسلام سے۔ مگر ہرگز اسلام ایسا مذہب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ مائدہ لائے ہیں کہ جو چاہے اُس کو حاصل کرے۔ وہ نہ تو دنیا کی دولت لائے اور نہ مہاجن بن کر آئے تھے۔ وہ تو خدا کی دولت لائے تھے اور خود اس کے قاسم تھے۔ پس اگر وہ مال دینا نہیں تھا تو کیا وہ گٹھڑی واپس لے گئے؟''

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 176-177، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

تو اس مائدہ میں نبوّت کا فیضان بھی ہے۔ جو شخص فنافی الرسول ہو گیا اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب بھی بن گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ اُس کو نبوت کے مائدے سے نوازنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ نبوت کی تعریف میں ہم دیکھ چکے ہیں۔ کثرت سے الہام اور وحی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں پانا ہی نبوت کی نشانی ہے۔

پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور فیضان ہے کہ آپ کے پیچھے چل کر، فنا ہو کر، اللہ تعالیٰ کا محبوب بن کر انسان اس انعام سے بھی فائدہ حاصل کرتا ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیشگوئی بھی موجود ہے اور ایسی نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کی تائیدات بھی موجود نظر آ رہی ہیں۔ سچا دعویٰ خود بولتا ہے اور گزشتہ سو سال سے زائد کی جماعت احمدیہ کی جو تاریخ ہے اس بات کی گواہ ہے۔ اس کو دیکھ کر اب تو مسلمان ہوش میں آئیں۔ اتنا عرصہ گزر گیا ہے اور یہ جماعت اللہ کے فضل سے ترقی پر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ دیکھ لیں اس عرصہ میں کئی جھوٹے دعویدار پیدا ہوئے ہیں اور اُن کا کیا حشر ہوتا رہا ہے۔ پاکستان میں گزشتہ دنوں بھی اخباروں میں ایک (جھوٹے) دعویدار کا ذکر تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''سعادتِ عظمیٰ کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرمادیا ہے۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32)۔ یعنی آؤ میری پیروی کرو تاکہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔ اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔ اگر حقیقتِ مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے؟ اور روزہ کیا چیز ہے؟ خود ہی ایک بات سے رُکے اور خود ہی کرے۔ اسلام محض اس کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا، میرا جینا، میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کیلئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔ یہ فخر اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اوّلیت کا ہے۔ نہ ابراہیم کو، نہ کسی اور کو۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کُنۡتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیۡنَ الۡمَآءِ وَالطِّیۡنِ۔ اگرچہ آپ سب نبیوں کے بعد آئے، مگر یہ صدا کہ میرا مرنا اور میرا جینا اللہ تعالیٰ کیلئے ہے دُوسرے کے منہ سے نہیں نکلی۔'' (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 428-429، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام ختم نبوت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے اعلیٰ ترین معیار قائم ہوئے جن کا خدا تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں آپ کے ذریعہ سے اعلان فرمایا۔ دیکھیں کس خوبصورتی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقامِ ختم نبوت کو بیان فرمایا ہے۔ جس کو اتنی باریکی میں جا کر اس مقام کا فہم و ادراک ہوا، اُسے یہ کہنا کہ ختمِ نبوت کے منکر ہیں، ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''کیا تم کہہ سکتے ہو کہ آفتاب وحی الٰہی اگرچہ پہلے زمانوں میں یقینی رنگ میں طلوع کرتا رہا ہے مگر اب وہ صفائی اُس کو نصیب نہیں۔ گویا یقینی معرفت تک پہنچنے کا کوئی سامان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا اور گویا خدا کی سلطنت اور حکومت اور فیض رسانی کچھ تھوڑی مدت تک رہ کر ختم ہو چکی ہے۔ لیکن خدا کا کلام اُس کے برخلاف گواہی دیتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے کہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:6-7) اس دعا میں اس انعام کی امید دلائی گئی ہے جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان تمام انعامات میں سے بزرگ تر انعام وحی یقینی کا انعام ہے کیونکہ گفتارِ الٰہی قائمقام دیدارِ الٰہی ہے۔'' (کہ اللہ میاں کا کلام جو ہے وہی اللہ میاں کو دکھانے کا ذریعہ بنتا ہے) ''کیونکہ اسی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس اگر کسی کو اس اُمّت میں سے وحی یقینی نصیب ہی نہیں اور وہ اس بات پر جرأت ہی نہیں کر سکتا کہ اپنی وحی کو قطعی طور پر مثل انبیاء علیہم السلام کے یقینی سمجھے اور اُس کو ایسی وحی ہو کہ انبیاء کی طرح اس کے ترکِ متابعت اور ترکِ عمل پر یقینی طور پر دنیا کا ضرر متصوّر ہو سکے تو ایسی دعا سکھلانا محض دھوکا ہوگا۔ کیونکہ اگر خدا کو یہ منظور ہی نہیں کہ بموجب دعا اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ: 6-7)، انبیاء علیہم السلام کے انعامات میں اس اُمّت کو بھی شریک کرے تو اُس نے کیوں یہ دعا سکھلائی ......'' فرمایا ''لیکن یاد رہے کہ ضرور ان انعامات میں جو نبیوں کو دیئے گئے اس اُمّت کیلئے حصہ رکھا گیا ہے۔'' (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 487-488)

پھر فرماتے ہیں کہ: ''واضح ہو کہ آیت اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ میں مومنوں کیلئے ایک خوشخبری ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کیلئے وہ سب کچھ تیار کر رکھا ہے جو اُس نے گزشتہ نبیوں کو دیا تھا۔ اور اسی لئے اُس نے یہ دعا سکھائی تا طالبوں کیلئے خوشخبری ہو۔ پس اس سے لازم آیا کہ محمدی خلفاء کا سلسلہ مثیل عیسیٰ پر ہو تا موسوی سلسلہ کے ساتھ (اس کی) مماثلت مکمل ہو جائے اور کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کیا کرتا ہے۔''

(ترجمہ عربی عبارت اعجاز المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 170، حاشیہ، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد اول، صفحہ 263-264 حاشیہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان 2004ء)

پس خدا تعالیٰ تو مسلمانوں کو یہ کہہ رہا ہے کہ دعا کرو تاکہ اُمتی نبی کے انعام سے حصہ پاؤ۔ جس کو سب سے زیادہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ہے۔ لیکن نام نہاد علماء کیا کہتے ہیں کہ نہیں۔ یہ توہینِ رسالت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کی اُمّت میں سے کوئی نبی آئے، ہاں باہر سے آ سکتا ہے۔ تو اس کے بعد یہ بتائیں کہ کیا توہینِ رسالت بلکہ اللہ تعالیٰ کی توہین کے بھی یہ لوگ مجرم ٹھہرتے ہیں یا احمدی؟

بہرحال قرآن کریم میں کئی آیات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف نبی آ سکتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے نبی کا آنا آپ کے مقام کو اونچا کرتا ہے نہ کہ کم۔ ایک حدیث میں آتا ہے، ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ابوعبداللہ سے روایت ہے جو جہنی کے موالی اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے مصاحبوں میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے سوا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور آپؐ کی مسجد تمام مساجد سے آخری، یعنی افضل ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ و المدینۃ، حدیث 3376) تو اب اس حدیث کے اگر ظاہر معنی لینے ہیں تو پھر اس مسجد کے بعد کوئی مسجد بھی نہیں بن سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مسجد آخر المساجد ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کیا سمجھا، پہلے بھی ہم دیکھ آئے ہیں۔ کچھ اور اقتباسات میں پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُسکی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔''

(اربعین نمبر 1، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 345)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں، نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور دوسرے گزشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں جن کو خدا نے اپنے لطف خاص سے اپنی رسالت کیلئے چُن لیا ہے۔ یہ ہم کو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گزشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں۔ اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک اُن تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گزر چکے اور ہر یک رسول اس عالی جناب کا ممنونِ منّت ہے جس کو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جسکی کامل تاثیروں کی برکت سے سب صداقتیں ہمیشہ کیلئے زندہ ہیں جن سے اُن نبیوں کی نبوت پر یقین کرنے کیلئے ایک راستہ کھلتا ہے۔ اور ان کی نبوتیں شکوک اور شبہات سے محفوظ رہتی ہیں۔''

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن، جلد اول، صفحہ 290-291 حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

تو یہ مقام ختم نبوت ہے کہ آپ نے ہمیں صحیح ادراک باقی نبیوں کا بھی بتایا کہ وہ نبی آئے تھے۔ یہ نبوت کا، خاتم ہونے کا صحیح ادراک ہے کہ گزشتہ نبیوں کی بھی تصدیق کی ہے۔ اور اُن کی نبوت پر بھی اپنی نبوت کی مہر ثبت کی ہے نہ کہ صرف اتنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ہدایت کیلئے اس قدر دعا کرتے تھے جس کا نمونہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دل میں ایک پیاس لگا دی تھی کہ لوگ مسلمان ہوں اور خدائے واحد کے پرستار ہوں۔'' فرمایا ''جس قدر کوئی نبی عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر یہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اسی قدر جذب اور کشش اس میں ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء اور جمیع کمالات نبوّت کے مظہر تھے اسی لیے یہ پیاس آپؐ میں بہت زیادہ تھی۔ اور چونکہ یہ پیاس بہت تھی

اسی وجہ سے آپؐ میں جذب اور کشش کی قوت بھی تمام راستبازوں اور ماموروں سے بڑھ کر تھی جس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ آپؐ کی زندگی ہی میں کُل عرب مسلمان ہوگیا۔ یہ کشش اور جذب جو مامورین کو دیا جاتا ہے وہ مستعد دلوں کو تو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ان لوگوں کو جو اس سے حصہ نہیں رکھتے دشمنی میں ترقی کرنے کا موقع دیتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 421، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

ابھی بھی یہی ہوتا ہے۔ کسی اعتراض کرنے والے نے کبھی سوچا ہے کہ مقام ختم نبوت کیا ہے؟ سب نبیوں سے زیادہ آپؐ کو یہ فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ کے قریب لوگوں کو لایا جائے۔ یہ تھا نبوت کا مقام کہ جو سب نبیوں سے زیادہ آپ کو یہ فکر تھی۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ میں کیا مشکل ہے؟ قرآنِ مجید میں ہے کہ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرۃ:30) زمین میں جو کچھ ہے وہ عام آدمیوں کی خاطر ہے۔ تو کیا خاص انسانوں میں سے ایسے نہیں ہو سکتے کہ ان کیلئے اَفلاک بھی ہوں؟ دراصل آدم کو جو خلیفہ بنایا گیا تو اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ وہ اس مخلوقات سے اپنے منشاء کا خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے موافق کام لے۔ اور جن پر اُس کا تصرف نہیں وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سورج، چاند، ستارے وغیرہ۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 213، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

تو دیکھیں یہ مقام ہے جو آپؐ نے خاتم الانبیاء کا بیان فرمایا کہ صرف نبیوں کیلئے ہی نہیں بلکہ تمام کائنات کی پیدائش پر آپ کی مہر ثبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ آپ کو پیدا کرنا تھا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہوسکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مُتّبع نہیں بن سکتا جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین یقین نہ کرلے...... ہمارا مُدّعا جس کیلئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کیلئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ اور تمام جھوٹی نبوّتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں۔‘‘ (یہ نبوت کی توہین کرنے والے ہیں جو دین میں بدعتیں پیدا کرنے والے ہیں) ’’ان ساری گدّیوں کو دیکھ لو اور عملی طور پر مشاہدہ کرو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہم ایمان لائے ہیں یا وہ؟‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 64، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

دیکھ لیں ایسے ایسے معجزات بعض جگہ گدی نشینوں کے بیان کئے جاتے ہیں جن کو ہم نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی نہیں سنا۔ وہ تو اپنے پیروں فقیروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیتے ہیں۔ تو مقامِ ختم نبوت کی تو وہ توہین کرنے والے ہیں نہ کہ ہم۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا اتنا ہی منشاء قرار دیا جائے کہ منہ سے ہی خاتم النبیّین مانو اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو اور اپنی ایک الگ شریعت بنالو۔ بغدادی نماز، معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہیں‘‘ (مختلف قسم کی نمازیں) ’’کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اور ایسا ہی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للہ کہنا اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تو شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ کس نے بتایا تھا؟ شرم کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اِسی کا نام ہے؟ اب خود ہی فیصلہ کرو کہ کیا اِن باتوں کو مان کر، ایسے عمل رکھ کر تم اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النّبیّین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت پر ایمان لاکر آپؐ کے طرزِ عمل اور نقشِ قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی۔ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی اللہ تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے جو ان جھوٹی نبوّتوں کے بُت کو توڑ کر نیست و نابُود کرے۔ پس اسی کام کیلئے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ مَیں نے سنا ہے کہ غوث علی پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر رکھا ہوا ہے جسکا وظیفہ کیا جاتا ہے اور ان گدّی نشینوں کو سجدہ کرنا یا اُن کے مکانات کا طواف کرنا، یہ تو بالکل معمولی اَور عام باتیں ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 65، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمیں الزام دینے کی بجائے اور اندھی مخالفت کرنے کی بجائے زمانے کی حالت کو دیکھیں کہ زمانہ کیا محسوس کر رہا تھا۔ کیا یہ زمانہ اسکا مطالبہ نہیں کر رہا؟ صرف احمدیوں پر الزام نہ لگائیں بلکہ تحقیق کریں۔ اور احمدی خود بھی اپنے ماحول میں اس میں ان کی مدد کریں۔ دعوتِ الی اللہ کے پیغام کو مزید وسیع کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو مزید وسیع کریں۔ اُنہیں بتائیں کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے، ہم اسکو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو، قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں؟ بالخصوص قصّوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآنِ شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآنِ شریف سے ثابت ہے ان پر سب ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے، وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اُس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اُس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَالْمُفْتَرِيْنَ‘‘ (ایام الصلح، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 323-324)

مَیں پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچیں۔ صرف ہم پر الزام تراشی نہ کریں۔ اپنے اندر دیکھیں کہ کیا آپ نے اُس مقامِ ختم نبوت کو پہچانا ہے جس کی چند جھلکیاں مَیں نے دکھائی ہیں؟ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں۔ صرف اس بات پر جوش میں نہ آجائیں کہ نبوت کا دعویٰ کیوں کیا ہے؟ ہم پر الزام لگا کر اور ابھی تک اپنی بات پر اڑے رہ کہیں کر حضرت مسیح موعودؑ کی اس دعا کے نیچے نہ آجائیں۔ میں پھر بڑی ہمدردی کے جذبے سے مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ توبہ کریں۔ توبہ کریں اور توبہ کریں۔ احمدیوں کے خلاف دنیا میں جہاں جہاں بھی یہ مختلف حرکات ہو رہی ہیں، اُن کو چھوڑ دیں۔ اپنے جائزے لیں کہ کیا اس عظیم نبی کی اُمّت کے افراد کو ایسا ہونا چاہئے۔ کیا ظلم وتعدّی کی یہ مثالیں دکھانی چاہئیں۔ کیا آج کل جو اُمّت کے حالات ہیں، جو حالت گزر رہی ہے، اُن پر نظر رکھتے ہوئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے؟ یا یہ چیز یہ احساس دلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں اور اُس کے آگے رو رو کے دعائیں مانگیں۔ بجائے اس کے کہ غیروں کے آگے جھک رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے۔

لیکن آپ احمدی، مسیح موعود کے ماننے والے جو اس وقت یہاں میرے سامنے بیٹھے ہیں، یہ باتیں آج مَیں نے صرف غیروں کو سنانے کیلئے نہیں کہیں بلکہ آپ کیلئے بھی ہیں کہ اس مقام کو سمجھیں اور اپنے اندر اور اپنی نسلوں کے اندر وہ معیار قائم کرتے چلے جائیں۔ کیونکہ آج آپ احمدی ہی ہیں جنہوں نے اس خاتم النبیّین کے مقام کو پہچاننا ہے۔ آپ ہیں جنہوں نے اس مقام سے دوسروں کو بھی آشنا کرنا ہے۔ اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں جو اس خاتم الانبیاء نے کئے اور جس کے نمونے ہمیں اس کے غلامِ صادق نے دکھا کر ہم سے توقع کی کہ ہم بھی ایسے بنیں اور اس سنّت پر چلیں۔ آج آپ ہیں جنہوں نے اس خاتم النبیین اور محسنِ انسانیت کے صلح، آشتی اور محبت کے پیغام کو مشرق میں بھی پہنچانا ہے اور مغرب میں بھی پہنچانا ہے اور شمال میں بھی پہنچانا ہے اور جنوب میں بھی پہنچانا ہے اور تمام دنیا کے ہر انسان کو اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کروانے کیلئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑنا۔ اگر آج ہم میں سے ہر ایک نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا اور اس غلامِ صادق کا غلام ہونے کے بعد جس نے اس (قادیان کی) بستی سے اس نبیوں کے سردار کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑا اُٹھایا تھا، اگر ہم نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا اور اگر ہم یہ کام نہ کریں گے تو ہم بھی ان لوگوں کی صف میں کھڑے ہوں گے جنہوں نے باوجود محبت اور اُمّتی ہونے کے دعوے کے اس مقامِ ختم نبوت کو نہیں پہچانا۔ اس دعویٰ کو اپنے عمل سے ثابت نہیں کیا۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘ (تذکرہ، صفحہ 260، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ، ایڈیشن چہارم 2004ء) اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق یہ کام کر رہا ہے اور پہنچا رہا ہے اور اللہ کے فضل سے آج دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے لیکن ہم اگر اس سے بے اعتنائی برتتے رہے اور توجہ نہ دی تو اُن برکات سے فیضیاب نہیں ہوسکیں گے جن برکات کا وعدہ ہے۔ اللہ ہر احمدی کو ہمیشہ ان برکات سے فیضیاب کرتا چلا جائے۔

خدا تعالیٰ آپ کو اس جلسہ کی برکات سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ اس روحانی ماحول میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جو جھولیاں آپ نے بھری ہیں، اللہ کرے کہ یہ ہمیشہ بھری رہیں۔ آپ کی نسلیں بھی اس سے فیض پاتی رہیں۔ اللہ کرے آپ سب ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں کے وارث بنے رہیں۔ آمین۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: اس وقت جلسہ سالانہ کے انتظام کی جو یہ رپورٹ ہے اس کے مطابق اس سال کی جو حاضری ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ستّر ہزار (70000) ہے۔ گزشتہ سال یہ بتیس ہزار (32000) تھی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26/اپریل 2013)

......☆......☆......☆......

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام حضرت صُہَیب بن سنانؓ اور حضرت سعد بن ربیعؓ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5؍جون 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت صُہَیب بن سنانؓ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت صُہَیب بن سنانؓ کے والد کا نام سِنَان بن مالک اور والدہ کا نام سلمٰی بنت قَعِید تھا۔ وطن موصَل تھا۔ رومیوں نے کم عمری میں آپ کو قیدی بنالیا تھا۔ حضرت صُہَیب کا رنگ نہایت سرخ تھا۔ قد نہ لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا اور سر پر گھنے بال تھے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا کہ یہ قرآن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غلاموں کی مدد سے بنالیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہ جو ہے کہ کفار کہتے ہیں کہ یہ قرآن آنحضورؐ نے دوسروں یا غلاموں کی مدد سے بنالیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غلام تو مسلمان ہونے کی وجہ سے مصائب کا نشانہ بنے تو کیا انہوں نے ان تکلیفوں کو اپنے اوپر وارد کرنے کیلئے آنحضرتؐ کی مدد کی تھی۔ یہ تو انتہائی بودا اعتراض ہے۔

سوال حضرت صُہیب آنحضرتؐ پر کس طرح ایمان لائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ میں صُہَیبؓ سے دارِ ارقم کے دروازے پر ملا۔ میں نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ صُہَیبؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپؐ کا کلام سنوں۔ حضرت صُہَیبؓ نے کہا کہ مَیں بھی یہی چاہتا ہوں۔ پھر ہم دونوں آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا جس پر ہم نے اسلام قبول کرلیا۔

سوال اسلام قبول کرنے میں سبقت رکھنے والے صحابہؓ کون سے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا اسلام لانے میں سبقت رکھنے والے چار ہیں۔ مَیں عرب میں سبقت رکھنے والا ہوں۔ صُہَیبؓ روم میں سبقت رکھنے والا ہے۔ سلمانؓ اہلِ فارس میں سبقت رکھنے والا ہے۔ اور بلالؓ حبش میں سبقت رکھنے والا ہے۔

سوال سب سے پہلے اپنے اسلام کا اعلان کرنے والے صحابہؓ کون سے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سب سے پہلے جنہوں نے اپنے اسلام کا اعلان فرمایا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ اور عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور صُہَیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔

سوال ابتدائی مسلمانوں کو کس طرح مظالم کا نشانہ بنایا جاتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان صحابہ کو مشرکوں نے پکڑ لیتے اور لوہے کی زرہیں پہناتے اور انہیں دھوپ میں جلاتے تھے۔ کفار حضرت بلال کو پکڑتے اور لڑکوں کے سپرد کردیتے اور انہیں مکے کی گھاٹیوں میں گھماتے پھرتے اور بلالؓ اَحد، اَحد کہتے جاتے تھے۔ حضرت صُہَیبؓ کو بھی مکے میں اللہ کی راہ میں اذیّت دی جاتی تھی۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کو اتنی تکلیف دی جاتی کہ انہیں معلوم نہ ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ یہی حالت حضرت ابوفائِدؓ، حضرت عامر بن فُہَیرہؓ اور دیگر اصحاب کی تھی۔

سوال حضرت صہیب جب مدینہ ہجرت کیلئے نکلے تو انہیں کفار کی طرف سے کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت صُہَیبؓ جب ہجرتِ مدینہ کیلئے نکلے تو مشرکین نے آپؓ کا تعاقب کیا تو آپ نے ان سے کہا، تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ماہر تیر اندازوں میں سے ہوں۔ اللہ کی قسم! تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ جتنے تیر میرے پاس ہیں وہ سب تمہیں مار نہ لوں۔ پھر مَیں اپنی تلوار سے تمہیں ماروں گا۔ اگر میرا مال چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنے مال کے بارے میں بتا دیتا ہوں، تم میرا راستہ چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت صُہَیبؓ نے بتا دیا اور جب حضرت صُہَیبؓ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس سودے نے ابویحییٰ کو فائدہ پہنچایا۔

سوال اس واقعہ پر قرآن مجید میں کون سی آیت نازل ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: راوی کہتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرۃ: 208) اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کیلئے بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں کے حق میں بہت ہی مہربانی کرنے والا ہے۔

سوال ہجرت مدینہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت صہیبؓ کی کس بات پر مُسکرائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت صُہَیب مکہ سے ہجرت کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپؐ قبا میں تھے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ اس وقت ان سب کے سامنے تازہ کھجوریں تھیں۔ راستے میں حضرت صُہَیبؓ کو آشوب چشم ہوگیا تھا اور انہیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ حضرت صُہَیبؓ کھجوریں کھانے کیلئے لپکے تو حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! صُہَیب کی طرف دیکھیں اسے آشوبِ چشم ہے اور وہ کھجوریں کھا رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے بھی مذاقاً فرمایا کہ تم کھجور کھا رہے ہو جبکہ تمہیں آشوبِ چشم ہے۔ صُہَیبؓ نے عرض کیا میں اپنی آنکھ کے اس حصہ سے کھا رہا ہوں جو ٹھیک ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرا دیئے۔

سوال حضور انور نے حضرت صہیب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فدائیت کا کن الفاظ میں نقشہ کھینچا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت صُہَیبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس معرکے میں رسول اللہؐ شریک ہوئے مَیں اس میں موجود تھا۔ آپؐ نے جو بھی بیعت لی میں اس میں موجود تھا۔ آپؐ نے جو بھی سریہ روانہ فرمایا مَیں اس میں شامل تھا اور آپؐ جس غزوے کیلئے بھی روانہ ہوئے میں آپؐ کے ساتھ شامل تھا۔ مَیں آپؐ کے دائیں طرف ہوتا یا بائیں طرف۔ میں نے کبھی رسول اللہؐ کو دشمنوں کے اور اپنے درمیان نہیں ہونے دیا یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔

سوال ایک مرتبہ حضرت عمر اور حضرت صہیب کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے صُہَیبؓ! تین باتیں اگر تم میں نہ ہوتیں تو میں تم پر کسی کو فضیلت نہ دیتا۔ تم اپنے آپ کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہو جبکہ تمہاری زبان عجمی ہے۔ اور تم اپنی کنیت ابو یحییٰ بتاتے ہو جو ایک نبیؑ کا نام ہے۔ اور تم اپنا مال فضول خرچ کرتے ہو۔ حضرت صُہَیب نے کہا کہ میں فضول خرچی نہیں کرتا بلکہ وہیں خرچ کرتا ہوں جہاں خرچ کرنے کا حق ہوتا ہے۔ اور میری کنیت آنحضورؐ نے ابویحییٰ رکھی تھی۔ اور جہاں تک میرے عرب کی طرف منسوب ہونے کا تعلق ہے تو رومیوں نے مجھے کم سنی میں قیدی بنالیا تھا اس لیے میں نے ان کی زبان سیکھ لی۔

سوال حضرت عمرؓ نے حضرت صہیب کے متعلق کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ حضرت صُہَیبؓ سے بہت محبت کرتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو آپؓ نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ صُہَیبؓ پڑھائیں گے اور تین روز تک مسلمانوں کی امامت کروائیں گے۔

سوال حضرت صہیب کی وفات کب اور کس عمر میں ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت صُہَیبؓ کی وفات ماہ شوال 38؍ہجری میں ہوئی۔ وفات کے وقت حضرت صُہَیبؓ کی عمر تہتر برس تھی۔ آپؓ مدینہ میں دفن ہوئے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد بن ربیعؓ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعد بن ربیعؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو حَارِث سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام رَبِیع بن عَمرو اور والدہ کا نام ھُزَیلہ بنتِ عِنَبہ تھا۔ آپؓ کی دو بیویاں تھیں ایک کا نام عَمرہ بنت حَزم اور دوسری کا نام حَبِیبَہ بنتِ زَید تھا۔ آپؓ کی دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت سعدؓ بیعت عَقَبہ اولیٰ اور عَقَبہ ثانیہ میں شامل تھے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع کی مواخات کس سے کرائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اللہؐ نے مجھے اور سعد بن ربیعؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنادیا۔

سوال حضرت سعد بن ربیعؓ نے غزوہ احد میں شہادت کے وقت اپنی قوم کو کیا پیغام دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: شہادت کے وقت حضرت سعدؓ نے حضرت اُبَی بن کعبؓ سے کہا اپنی قوم سے کہنا کہ تم سے سعد بن ربیعؓ کہتا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور جو عہد تم لوگوں نے عَقَبہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اس کو یاد کرو۔ اللہ کی قسم! اللہ کے حضور تمہارے لیے کوئی عذر نہ ہوگا اگر کفار تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ حرکت کر رہی ہو تو اللہ کے نزدیک تمہارے لئے کوئی عذر نہیں ہوگا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سعد بن ربیعؓ کی صاحبزادی کا کس طرح احترام فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی صاحبزادی ام سعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں تو انہوں نے ان کیلئے اپنا کپڑا بچھا دیا۔ حضرت عمرؓ آئے تو انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ اس شخص کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تم سے بہتر تھا۔ حضرت عمر نے کہا اے خلیفۂ رسولؐ وہ کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی اور اس نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا جبکہ مَیں اور تم باقی رہ گئے۔

سوال حضور انور نے دنیا کے موجودہ حالات کے متعلق افراد جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: میں مختصراً موجودہ حالات کیلئے بھی دعا کیلئے کہنا چاہتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جہاں کورونا کی وبا سے اور آفات سے دنیا کو پاک کرے وہاں انسانوں کو یہ عقل اور سمجھ بھی دے کہ ان کی بقا اور بچت ایک خدا کی طرف جھکنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں ہے۔

......☆......☆......☆......

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے تعلق میں مختلف امور کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16؍مئی 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ النمل کی آیت 89 کی تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے اس آیت کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: (اس کا ترجمہ یہ ہے) اور تُو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اس حال میں کہ انہیں ساکن و جامد گمان کرتا ہے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں۔ (یہ) اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ یقینا وہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

سوال سیّدنا حضور انور نے آیت کریمہ وَتَرَی الۡجِبَالَ تَحۡسَبُہَا جَامِدَۃً وَّہِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ کی کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں بڑی بڑی حکومتوں کی تباہی کی خبر دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تمہیں تو اپنے زمانہ کی حکومتیں ایسی مضبوط دکھائی دیتی ہیں کہ تم سمجھتے ہو وہ صدیوں تک بھی تباہ نہیں ہوسکتیں مگر خدا تعالیٰ اسلام کی شوکت ظاہر کرنے کیلئے ان کو اس طرح اڑا دے گا کہ ان کا نشان تک بھی نظر نہیں آئے گا۔

سوال حضور انور نے مسلمانوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ سب کچھ انسانی تدابیر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوگا۔ خدا تعالیٰ تبھی ان پہاڑوں کو اڑائے گا جب تم اپنے آپ کو اسلامی احکام کا نمونہ بناؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرو گے۔

سوال حضور انور نے افراد جماعت احمدیہ پر کیا ذمہ داری عائد فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج ہمارے اوپر بہت بڑھ کر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے گھروں کو جنت نظیر بنائیں، اپنے ماحول میں تقویٰ قائم کریں۔ ہم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو اس خدائی بشارت کو ہم سے دور کردے۔ دعاؤں پر بہت زور دیں کیونکہ آج عالم اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ پر ہے۔

سوال حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کے متعلق کون سی آیت کریمہ پیش فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اب وہ آیات پیش کرتا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کا ذکر ہے۔ یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَكُنۡ فِیۡ صَخۡرَةٍ اَوۡ فِی السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِی الۡاَرۡضِ یَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ (سورۃ لقمان: 17) یعنی اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو پس وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمان یا زمین میں کہیں بھی ہو، اللہ اسے ضرور لے آئے گا۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) باخبر ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بدیوں سے بچنے کا کیا لطیف فلسفہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں: جب انسان کو یہ یقین ہو کہ کوئی بڑا شخص مجھے دیکھ رہا ہے تو پھر وہ بدی کرنے سے رکتا ہے۔ اپنے بزرگوں، افسروں، حاکموں کے سامنے بدی کرنے سے بھی رکتا ہے۔ ایسا ہی جس کو یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام افعال، حرکات و سکنات کو دیکھتا ہے اور ہمارے دل کے خیالات اور ارادات سے بھی باخبر ہے وہ شخص کبھی بدی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔

سوال حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کے متعلق دوسری آیت کون سی بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگلی آیت ہے: وَّاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا (سورۃ الاحزاب: 3) یعنی اور اس کی پیروی کر جو تیری طرف تیرے ربّ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔ یقیناً اللہ، اس سے جو تم کرتے ہو، خوب باخبر ہے۔

سوال حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کے متعلق تیسری آیت کون سی بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے تیسری آیت یہ بیان فرمائی: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ (سورۃ السبا: 2) یعنی سب حمد اللہ ہی کی ہے جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور آخرت میں بھی تمام تر حمد اسی کی ہوگی اور وہ بہت حکمت والا اور ہمیشہ خبر رکھتا ہے۔

سوال حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کے متعلق چوتھی آیت کون سی بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگلی آیت ہے وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِیۡفًا (سورۃ بنی اسرائیل: 105) یعنی اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ موعودہ سرزمین میں سکونت اختیار کرو اور جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں پھر اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔

سوال حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کے متعلق پانچویں آیت کون سی بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَیَوۡمَ نُسَیِّرُ الۡجِبَالَ وَتَرَی الۡاَرۡضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرۡنٰهُمۡ فَلَمۡ نُغَادِرۡ مِنۡهُمۡ اَحَدًا (الکہف: 48) اور جس دن ہم پہاڑوں کو حرکت دیں گے اور تو زمین کو دیکھے گا کہ وہ اپنا اندرونہ ظاہر کر دے گی اور ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کریمہ کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس جگہ آدمیوں کا ذکر ہے پہاڑوں اور دریاؤں کا ذکر نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اَلۡاَرۡض سے ادنیٰ طبقہ کے لوگ مراد ہوں اور اَلۡجِبَال سے بڑے لوگ۔

سوال حضور انور نے دنیا میں بننے والے مختلف بلاکس کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: گو کہ پہلے خیال تھا کہ بلاک ختم ہو رہے ہیں اب پھر نئے سرے سے نئے بلاک بن رہے ہیں اور دنیا بلاکوں میں تقسیم ہو رہی ہے اور یہ عمل اب شروع ہو چکا ہے۔ اب یہ جنگیں کب ہوں گی، اللہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

سوال قیامت کے متعلق کس آیت کریمہ میں خبر دی گئی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پھر قیامت کی گھڑی پر گواہی دینے والے عظیم واقعات کی خبر ہے۔ فرمایا: اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۪ۙ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۪ۙ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۪ۙ وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ (التکویر: 2 تا 5) ترجمہ یہ ہے کہ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔

سوال حضور انور نے احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے متعلق کون سی آیت کریمہ بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک آیت ہے جس میں آج کل کے زمانے میں احمدیوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کا بھی ذکر ہے۔ قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ اِذۡ هُمۡ عَلَیۡهَا قُعُوۡدٌ ۙ وَّهُمۡ عَلٰی مَا یَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ شُهُوۡدٌ ؕ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ (البروج: 5 تا 9) ہلاک کر دیئے جائیں گے کھائیوں والے۔ یعنی اُس آگ والے جو بہت ایندھن والی ہے۔ جب وہ اُس کے گرد بیٹھے ہوں گے۔ اور وہ اُس پر گواہ ہوں گے جو وہ مومنوں سے کریں گے۔ اور وہ اُن سے پرخاش نہیں رکھتے مگر اس بنا پر کہ وہ اللہ، کامل غلبہ رکھنے والے، صاحبِ حمد پر ایمان لے آئے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ زمانے کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کی ترقی کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔

سوال حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا انتباہ پیش فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اب آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک انتباہ پڑھتا ہوں ’’اے یوروپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔‘‘

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10046: مَیں ابو الوفا صدیق ولد مکرم عبدالغنی صدیق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: حفاد احمد العبد: ابوالوفا صدیق گواہ: حافظ عمران احمد

مسل نمبر 10047: مَیں محمد عبدالناصر ولد مکرم محمد عبداللہ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید اعجاز احمد آفتاب العبد: محمد عبدالناصر گواہ: باسط رسول ڈار

مسل نمبر 10048: مَیں صباح الدین ولد مکرم حنیف الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: گھورامارا (نراوپٹہ) صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: اکبر علی العبد: صباح الدین گواہ: حافظ عمران احمد

مسل نمبر 10049: مَیں غلام احمد این ولد مکرم نصار الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: کلّو کوزی (اومایانلّور) ضلع کولم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26/جنوری 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: ایم اسامہ عبدالسلام العبد: غلام احمد این گواہ: محمد اسامہ رحمن

مسل نمبر 10050: مَیں امن احمد ولد مکرم عبدالمجید خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/فروری 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد ہمایوں کبیر العبد: امن احمد گواہ: محمد اسامہ رحمن

مسل نمبر 10051: مَیں وقاص احمد بیگ ولد مکرم محمد افضل بیگ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 16 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: منڈوبل (آسنور) ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: ارشد احمد ڈار العبد: وقاص احمد بیگ گواہ: رؤف احمد ڈار

مسل نمبر 10052؛ مَیں فؤاد احمد ولد مکرم داؤد احمد ناصر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن گاؤں ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ

8؍مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: داؤد احمد ناصر　　العبد: فؤاد احمد　　گواہ: باسط رسول ڈار

مسل نمبر 10053: مَیں حافظ عمران احمد ولد مکرم شبیر محمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: ننگلہ گھنو ضلع ایٹہ صوبہ اتر پردیس، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24؍فروری 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اکبر علی　　العبد: حافظ عمران احمد　　گواہ: حرتاج احمد

مسل نمبر 10054: مَیں صادق الشیخ ولد مکرم قدوس شیخ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مبارک خان　　العبد: صادق الشیخ　　گواہ: عمراج شیخ

مسل نمبر 10055: مَیں حُرتاج احمد ولد مکرم رمضان علی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: روپن گڑھ صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29؍فروری 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حافظ عمران　　العبد: حُرتاج احمد　　گواہ: اکبر علی

مسل نمبر 10056: مَیں ایس.ٹی.فیروز عالم ولد مکرم ایس.ایس.تبریز عالم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: 77/A سایانتھارا گن اسٹریٹ ضلع میلا پالائم صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11؍مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم عبدالقادر　　العبد: ایس.ٹی.فیروز عالم　　گواہ: جے آصف حسین

مسل نمبر 10057: مَیں خلیق احمد ولد مکرم محمد اشرف.کے.این صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: دارالشکور (ماڈاتھل پارامبا) چیوایور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8؍مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: سرمد احمد　　العبد: خلیق احمد　　گواہ: مدور احمد.کے.پی

مسل نمبر 10058: مَیں اختر حسین ولد مکرم سعید الرحمن صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد

ادارہ ’’دارالصناعت‘‘ قادیان میں داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں!

SESSION 2020-2021

تکنیکی تعلیم کے علاوہ قادیان کے ماحول میں
نمازوں اور درس وتدریس سے استفادہ کرنے کا بہترین موقع

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں قادیان کی مبارک بستی میں نوجوانوں کو تکنیکی ہنر سکھانے اور انہیں مفید شہری بنانے کیلئے شعبہ دارالصناعت کی بنیاد رکھی تھی جو تقسیم ملک کے بعد حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے بند ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل واحسان ہے کہ دارالصناعت کا دوبارہ آغاز 23؍مارچ 2010ء میں پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے ہوا جو اس وقت نظارت تعلیم قادیان کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔ یہ ادارہ National Small Industries Corporation (NSIC) Govt. of India Delhi سے Affiliated ہے۔ ایک سال کا کورس مکمل ہونے پر طالب علم کو گورنمنٹ کی سند دی جاتی ہے۔ ہندوستان بھر کے احمدی نوجوانوں سے درخواست ہے کہ اس ادارہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ دارالصناعت میں اس وقت درج ذیل ٹیکنیکل کورسز صرف ایک سال میں پڑھائے جارہے ہیں:

A.C/Fridge	Plumbing	Electrical	Welding
Computer	Carpenter	Diesel Mech.	Petrol Mech.

شرائط داخلہ:

(1) اُمیدوار کم ازکم آٹھویں پاس ہو (2) داخلہ فارم کی ہر طرح تکمیل کر کے 30؍جولائی 2020 تک پرنسپل دارالصناعت کو بذریعہ رجسٹری یا ای میل بھیج دیں یا ساتھ لیکر آئیں (3) بیرون قادیان سے آنے والے احمدی طلباء امیر جماعت/صدر جماعت/مبلغ سلسلہ کا تصدیقی خط ضرور لائیں (4) ہوسٹل کی سہولت 40 طلباء کیلئے ہے (5) تمام کورسز ایک سال کے ہیں لہٰذا جس ٹیکنیکل کورس میں داخلہ لینا ہو فیس یکمشت یا دو قسطوں میں ادا کرنا لازمی ہے (6) امیدوار کو قادیان آنے کی اطلاع تحریری یا بذریعہ ٹیلیفون دینا ضروری ہے، اجازت ملنے کی صورت میں 30؍جولائی 2020ء تک اپنے خرچ پر قادیان پہنچ جائیں (7) امیدوار داخلہ فارم کے ساتھ درج ذیل ضروری کاغذات منسلک کریں (پرسنل میڈیکل فائل جس میں Blood Group اور خاص قسم کی الرجی یا بیماری کا ذکر ہو ☆ جماعتی شناختی کارڈ ☆ اسکول سرٹیفکیٹ جس میں Date of Birth لکھی ہو ☆ آدھار کارڈ، ووٹر کارڈ ☆ تین فوٹوز)

مزید معلومات بذریعہ فون معلوم کی جاسکتی ہیں اور داخلہ فارم بذریعہ ای میل منگوایا جاسکتا ہے۔

(darulsanaat.qadian@gmail.com)　　(پرنسپل دارالصناعت، قادیان)

از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: خلیق احمد　　العبد: اختر حسین گمدی　　گواہ: تقی الدین سلیم

مسل نمبر 10059: مَیں ایم.جے.تنویر احمد ولد مکرم ٹی جے منور ابراہیم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26؍مئی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محبوب احمد　　العبد: ایم.جے.تنویر احمد　　گواہ: شمس اللہ سرکار

مسل نمبر 10060: مَیں مبارک خان ولد مکرم ہلال خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: سرائے طاہر (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: سناتن پور ڈاکخانہ سلطانپور ضلع بیر بھوم صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍مارچ 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: احسان احمد　　العبد: مبارک خان　　گواہ: صادق الشیخ

EDITOR MANSOOR AHMAD	REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57	MANAGER NAWAB AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886 e -mail : badrqadian@rediffmail.com website : www.akhbarbadrqadian.in www.alislam.org/badr	ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516 Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 16 - July - 2020 Issue. 29	Mobile : +91 94170 20616 e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن معاذؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10؍جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ جنگ احزاب کے بعد بنو قریظہ کی غداری کی سزا کا خدائی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا چنانچہ ان سے جنگ ہوئی اور پھر بنو قریظہ نے جنگ بندی کر کے حضرت سعد بن معاذ سے فیصلہ کروانے پر رضامندی کا اظہار کیا چنانچہ حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ کیا۔ اس غزوے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ

بیس دنوں کے بعد مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا یعنی جنگ احزاب کے بعد، مگر اب بنو قریظہ کا معاملہ طے ہونے والا تھا ان کی غداری ایسی نہیں تھی کہ نظر انداز کی جاتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آتے ہی اپنے صحابہ سے فرمایا کہ گھروں میں آرام نہ کرو بلکہ شام سے پہلے پہلے بنو قریظہ کے قلعوں تک پہنچ جاؤ اور پھر آپ نے حضرت علی کو بنو قریظہ کے پاس بھجوایا کہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے معاہدہ کے خلاف یہ غداری کیوں کی۔ بجائے اس کے کہ بنو قریظہ شرمندہ ہوتے یا معافی مانگتے یا کوئی معذرت کرتے انہوں نے حضرت علی اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کی مستورات کو گالیاں دینے لگے اور کہا ہم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز ہیں ہمارا ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ حضرت علی ان کا یہ جواب لے کر واپس لوٹے تو اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ یہود کے قلعوں کی طرف جا رہے تھے چونکہ یہود گندی گالیاں دے رہے تھے۔ حضرت علی نے اس خیال سے کہ آپ کو ان کلمات کے سننے سے تکلیف ہوگی عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ ہم لوگ اس لڑائی کیلئے کافی ہیں۔ آپؐ واپس تشریف لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ وہ گالیاں دے رہے ہیں اور تم یہ نہیں چاہتے کہ میرے کان میں وہ گالیاں پڑیں۔ حضرت علی نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ بات تو یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کیا ہوا اگر وہ گالیاں دیتے ہیں۔ موسیٰ نبی تو ان کا اپنا تھا اس کو اس سے بھی زیادہ انہوں نے تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے قلعوں کی طرف چلے گئے مگر یہود دروازہ بند کر کے قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی شروع کر دی حتی کہ ان کی عورتیں بھی لڑائی میں شریک ہوئیں۔ چنانچہ قلعہ کی دیوار کے نیچے کچھ مسلمان بیٹھے تھے کہ ایک یہودی عورت نے اوپر سے پتھر پھینک کر ایک مسلمان کو مار دیا لیکن کچھ دن کے محاصرے کے بعد یہود نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ لمبا مقابلہ نہیں کر سکتے تب ان کے سرداروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی کہ وہ ابولبابہ انصاری کو جو ان کے دوست اور اوس قبیلے کے سردار تھے ان کے پاس بھجوائیں تا کہ وہ ان سے مشورہ کر سکیں۔ آپؐ نے ابولبابہ کو بھجوا دیا۔ ان سے یہود نے مشورہ پوچھا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مطالبے کو کہ فیصلہ میرے سپرد کرتے ہوئے تم ہتھیار پھینک دو ہم مان لیں؟ ابولبابہ نے منہ سے تو کہا ہاں مان لو لیکن اپنے گلے پر اس طرح ہاتھ پھیرا جس طرح قتل کی علامت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک اپنا فیصلہ ظاہر نہیں کیا تھا مگر ابولبابہ نے اپنے دل میں یہ سمجھتے ہوئے کہ ان کے اس جرم کی سزا سوائے قتل کے اور کیا ہوگی بغیر سوچے سمجھے اشارے کے ساتھ ان سے ایک بات کہہ دی جو آخر ان کی تباہی کا موجب ہوئی۔ چنانچہ یہود نے کہہ دیا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے کو تیار نہیں۔ اگر وہ آپ کا فیصلہ مان لیتے تو دوسرے یہودی قبائل کی طرح ان کو زیادہ سے زیادہ یہی سزا دی جاتی کہ ان کو مدینہ سے جلا وطن کر دیا جاتا مگر ان کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے کہا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ ہم اپنے حلیف قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ کا فیصلہ مانیں گے۔ جو فیصلہ وہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے اس مطالبے کو مان لیا۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو جنگ میں زخمی ہو چکے تھے اطلاع دی گئی کہ تمہارا فیصلہ بنو قریظہ تسلیم کرتے ہیں اس لئے آ کر فیصلہ کرو۔ سعد زخموں کی وجہ سے سواری پر سوار ہو کر بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سعد یہود کے قلعہ کے پاس پہنچے جہاں ایک طرف بنو قریظہ قلعہ کی دیوار سے کھڑے سعد کا انتظار کر رہے تھے اور دوسری طرف مسلمان بیٹھے تھے تو سعد نے پہلے اپنی قوم سے پوچھا کیا آپ سب وعدہ کرتے ہیں کہ جو میں فیصلہ کروں گا وہ آپ لوگ قبول کریں گے انہوں نے کہا ہاں۔ پھر سعد نے بنو قریظہ کو مخاطب کر کے کہا کیا آپ لوگ وعدہ کرتے ہیں کہ جو فیصلہ میں کروں وہ آپ لوگ قبول کریں گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر شرم سے دوسری طرف دیکھتے ہوئے نیچی نگاہوں سے جدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے پوچھا کہ آپ بھی وعدہ کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد سعد نے جب تینوں سے وعدہ لے لیا تو بائبل کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ سنایا بائبل میں لکھا ہے:

اور جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کیلئے آ پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر تب یوں ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دیں کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لئے کھول دے تو ساری خلق جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لئے لے اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہے کھائیو۔

حضور انور نے فرمایا: یہ بائبل کے الفاظ ہیں یہ پڑھے حضرت سعد نے اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ سعد نے جو بنو قریظہ کے حلیف تھے اور ان کے دوستوں میں سے تھے جب دیکھا کہ یہود نے اسلامی شریعت کے مطابق جو یقیناً ان کی جان کی حفاظت کرتی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا تو انہوں نے وہی فیصلہ یہود کے متعلق کیا جو حضرت موسیٰ نے استثناء میں پہلے سے ایسے مواقع کے لئے کر چھوڑا تھا اور اس فیصلے کی ذمہ داری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانوں پر نہیں یہ تو ان کی اپنی کتاب کے مطابق فیصلہ تھا بلکہ اس کی ذمہ داری موسیٰ پر اور تورات پر اور ان یہودیوں پر ہے جنہوں نے غیر قوموں کے ساتھ ہزاروں سال اس طرح معاملہ کیا تھا اور جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم کیلئے بلایا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے کیلئے ہم تیار نہیں۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ آج عیسائی دنیا شور مچاتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کیا۔ کیا عیسائی مصنف اس بات کو نہیں دیکھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے موقع پر کیوں ظلم نہ کیا۔ باقی تو کہیں ظلم نظر نہیں آتا سینکڑوں دفعہ دشمن نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم پر اپنے آپ کو چھوڑا اور ہر دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف کر دیا یہ ایک ہی موقع ہے کہ جب دشمن نے اصرار کیا کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانیں گے۔ پس اگر کسی نے ظلم کیا تو یہود نے اپنی جانوں پر ظلم کیا جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا۔

اس واقعہ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بعض مزید باتیں بیان کی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے جب سعد بن معاذؓ کا فیصلہ سنا تو بے ساختہ فرمایا کہ تمہارا یہ فیصلہ ایک خدائی تقدیر ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ چنانچہ آپؐ نے سعدؓ سے فرمایا کہ قَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ یعنی اے سعد تمہارا یہ فیصلہ تو خدائی تقدیر معلوم ہوتی ہے جس کے بدلنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ غالباً اسی موقع پر آپ نے یہ حسرت بھرے الفاظ فرمائے کہ اگر یہود میں سے مجھ پر دس بارسوخ آدمی بھی ایمان لے آتے تو میں خدا سے امید رکھتا کہ یہ ساری قوم مجھے مان لیتی اور خدائی عذاب سے بچ جاتی۔

بنو قریظہ کے واقعہ کے متعلق بعض غیر مسلم مؤرخین نہایت ناگوار طریقے پر آنحضرت ﷺ کے خلاف حملے کرتے ہیں اور آپ کو نعوذ باللہ ظالم اور سفاک فرمانروا کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ اس اعتراض کے جواب میں اول تو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بنو قریظہ کے متعلق جس فیصلہ کو ظالمانہ کہا جاتا ہے وہ سعد بن معاذ کا فیصلہ تھا آنحضرت ﷺ کا ہرگز نہیں تھا دوسرے یہ کہ فیصلہ حالات پیش آمدہ کے ماتحت ہرگز غلط اور ظالمانہ نہیں تھا۔ سوم یہ کہ اس عہد کی وجہ سے جو سعد نے فیصلے کے اعلان سے قبل آپ ﷺ سے لیا تھا آپ اس بات کے پابند تھے کہ بہر حال اس کے مطابق عمل کرتے چہارم یہ کہ خود مجرموں نے اس فیصلے کو قبول کیا اور اس پر اعتراض نہیں کیا اور اسے اپنے لئے ایک خدائی تقدیر سمجھا۔ پھر جب تک یہ لوگ فیصلے کے اجرا سے قبل قید میں رہے آپ نے ان کی رہائش اور خوراک کا بہتر سے بہتر انتظام فرمایا اور آپ نے یہ حکم دیا کہ ایک مجرم کے قتل کے وقت کوئی دوسرا مجرم سامنے نہ ہو۔ تاریخ سے پتا لگتا ہے کہ جس کو مقتل میں لایا جاتا تھا اس کو اس وقت تک علم نہیں ہوتا تھا کہ مجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے جب تک وہ عین مقتل میں نہ پہنچ جاتا۔ اس کے علاوہ جس شخص کے متعلق بھی آپ کے سامنے رحم کی اپیل پیش ہوئی آپ نے اسے فوراً قبول کر لیا اور نہ صرف ایسے لوگوں کی جان بخشی کی بلکہ ان کے بیوی بچوں اور اموال وغیرہ کے متعلق بھی حکم دے دیا کہ انہیں واپس دے دیا جائے۔ اس سے بڑھ کر ایک مجرم کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک کیا ہو سکتا ہے؟ پس نہ صرف یہ کہ بنو قریظہ کے واقعہ کے متعلق آنحضرت ﷺ پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا بلکہ حق یہ ہے کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کے اخلاق فاضلہ اور حسن انتظام اور آپؐ کے فطری رحم و کرم کا ایک نہایت بین ثبوت ہے۔ اس واقعہ کے متعلق مارگولیس جیسا مؤرخ بھی اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ سعد کا فیصلہ حالات کی مجبوری پر مبنی تھا جس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔

حضور انور نے فرمایا: ایک اور بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جو معاہدہ آنحضرت ﷺ اور یہود کے درمیان ابتدا میں ہوا تھا اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر یہود کے متعلق کوئی امر قابل تصفیہ پیدا ہوگا اس کا فیصلہ خود انہیں کی شریعت کے ماتحت کیا جائے گا۔ چنانچہ تاریخ سے پتا لگتا ہے کہ اس معاہدہ کے ماتحت آنحضرت ﷺ ہمیشہ یہود کے متعلق شریعت موسوی کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ، مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ، مکرم علی احمد صاحب اور مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ کا ذکر خیر فرمایا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی۔ حضور انور نے ان کے ساتھ ان افراد کو بھی نماز جنازہ میں شامل فرمایا جن کی لاک ڈاؤن کی وجہ سے نماز جنازہ ادا نہیں کی جا سکی تھی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad